يد الله على الجماعة. ترمذی
لا جماعة الا بامارة. دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ
عارف سلمان روپڑی

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

فون 7656730
فیکس 7659847

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 2 ربیع الثانی 1431ھ 19 تا 25 مارچ 10ء | شمارہ 11

جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ ومجلس عاملہ کا مشترکہ سالانہ اجلاس

جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ ومجلس شوریٰ کا مشترکہ سالانہ اجلاس مورخہ 28 مارچ 2010ء بروز اتوار، بوقت صبح 9:00 بجے

بمقام: مرکزی دفتر جامع مسجد القدس رحمٰن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔

صدارت: اجلاس کی صدارت حضرت الامیر جناب حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ تعالیٰ کریں گے۔ ان شاء اللہ

ملک کی موجودہ صورت حال میں اجلاس کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اجلاس میں اپنی شرکت کو یقینی بناتے ہوئے تجاویز کے ہمراہ پابندی وقت کے ساتھ تشریف لائیں۔

واجرکم علی اللہ سبحانہ وتعالی

ایجنڈا:

1۔ ملک کی سیاسی، معاشی، مذہبی، معاشرتی صورت حال پر جماعت کا موقف 2۔ شوریٰ سے شوریٰ تک تنظیمی ارتقاء کا جائزہ

3۔ صوبائی اور علاقائی رابطہ مہم 4۔ دیگر امور باجازت حضرت الامیر مدظلہ

مزید معلومات کے لیے مرکزی دفتر	ملتمس!
فون: 042-7656730	پروفیسر میاں عبدالمجید
0300-9476230	ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان
0300-4583187	0301-7429291

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

ارحم الراحمین کی رحمت کے کرشمے

وعن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قدم علی رسول الله ﷺ سبی فاذا امرأة من السبی تسعی اذا وجدت صبیافی السبی اخذته فالزقته ببطنها فأرضعته فقال رسول الله ﷺ أترون هذه المرأة طارحة ولدها فی النار؟قلنا: لا والله فقال لله ارحم بعباده من هذه بولدها.(صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته ،حدیث:۵۹۹۹،صحیح مسلم کتاب التوبة ،باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ حدیث:۲۷۵۴) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے پس (آپ نے دیکھا کہ) ان میں سے ایک عورت (اپنے بچے کی تلاش میں) دوڑتی پھرتی تھی جب قیدیوں میں سے وہ کوئی بچہ پاتی تو اسے پکڑ کر اپنے سینے سے چمٹالیتی اور اسے دودھ پلانے لگتی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ہم نے کہا نہیں اللہ کی قسم ،آپ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی مثال بہت اچھی مثال دے کر سمجھایا۔جس کو عقلاً سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لما خلق اللہ الخلق کتب فی کتاب فھو عندہ فوق العرش ان رحمتی تغلب غضبی۔جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے اپنی اس خاص کتاب میں جو اس کے پاس عرش پر ہے لکھ دیا کہ میری رحمت،میرے غصے پر غالب ہوگئی۔ایک روایت میں ہے۔سبقت غضبی،میرے غصے پر سبقت کرگئی ہے۔(صحیح بخاری کتاب التوحید، باب (ویحذرکم الله نفسه) حدیث:۷۴۰۴، صحیح مسلم کتاب التوبة باب فی سعة رحمة الله حدیث: ۲۷۵۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ایک مثال رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی: جعل الله الرحمة مائة جزء افامسک عنده تسعة وتسعين وانزل فی الأرض جزء ا واحدا فمن ذلک الجزء يتراحم الخلائق حتى ترفع الدابة حافرها عن ولدها خشية ان تصيبه۔اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے ان میں سے ننانوے اپنے پاس محفوظ رکھ لیے اور ایک حصہ زمین میں اتارا،اسی ایک حصے کی وجہ سے اللہ کی تمام مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ ایک جانور بھی اپنا کھر اپنے بچے سے ہٹالیتا ہے کہ کہیں اسے تکلیف نہ پہنچے۔(صحیح بخاری کتاب الادب، باب جعل الله الرحمة مائة جزء احدیث: ۶۰۰۰) اللہ رحیم وکریم صغیر گناہوں کو تو اپنی رحمت سے ہی معاف فرمادیتا ہے اور ان پر گرفت بھی نہیں فرماتا۔نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! مجھ سے ایسا جرم سرزد ہوگیا ہے جس پر میں سزا کا مستحق ہوگیا ہوں۔آپ وہ سزا مجھ پر نافذ فرمائیں،(اتنے میں) نماز کا وقت ہوگیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔جب وہ نماز سے فارغ ہوگیا تو اس نے (پھر) کہا،یارسول اللہ! مجھ سے قابل سزا جرم ہوگیا ہے آپ میرے بارے میں اللہ کی کتاب (کا حکم) نافذ فرمائیں۔آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟اس نے کہا ہاں،آپ نے فرمایا: تیرا گناہ معاف ہوگیا ہے۔(صحیح بخاری ،کتاب المحاربين ، باب اذا اقربا بالحد ولم يبين هل للامام أن يستر عليه ،حدیث: ۶۸۲۳) اس شخص پر شرعی حد (شراب نوشی،یا زنا وغیرہ کی) نہیں تھی کیونکہ یہ حدیں نماز سے معاف نہیں ہوسکتیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: واقم الصلوة طرفی النهار وزلفا من اللیل ان الحسنت یذهبن السیئات (ھود:۱۱۴) اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں پر (صبح وشام) اور رات کے کچھ حصے میں،بے شک نیک کام برائیوں کو مٹادیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور معاف فرمادے۔آمین

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور
مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی
جلد 54 ☆ شمارہ 11
2 ربیع الثانی ☆ 1431ھ
19 مارچ ☆ 2010ء
C.P.L - 104
فون: 7656730 / 7670968 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ آل عمران 8
آج کی نشست کے مہمان 10
اب بھی توبہ کا وقت ہے 12
مسلم امہ کا عروج...... 15
آزادی کے تقاضے 18

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ

آیئے اللہ کے توکل پر دہشت گردی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں
23 مارچ 1940ء سے 23 مارچ 2010ء تک ہر سال کا جائزہ لیں

رحمت اللعالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو امن وامان وسلامتی اور اسلام کا سبق عطا فرمایا اور عوام الناس کی فلاح وبہبود کے لیے ایک اسلامی فلاحی ریاست کا عملی رول ماڈل پیش فرمایا جو قیامت تک کے لیے ہر مملکت کے ہر حکمران کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے پاکستان کو تو یقیناً ایسا ہی رول ماڈل بننا چاہیے ہجرت مدینہ سے یہ سبق ملا کہ کچھ پانے کے لیے خصوصاً ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے اللہ کی نصرت بھی تب ملتی ہے جب مومن اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں اور اس کی رضا کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ خود بھی سچا اور اس کے وعدے بھی سچے ہیں۔

آج پاکستان جو اللہ کے نام پر اللہ کے دین پر معرض وجود میں آیا تھا، مسائلستان کیوں بن چکا ہے محض اس لیے کہ حکمرانوں نے اسے اپنے ذاتی اغراض کے لیے تجربہ گاہ بنالیا ہے حالانکہ امین وصادق رسول ﷺ نے محض اللہ کی رضا اور مخلوق کی خدمت پیش نظر رکھی، 1366ھ میں پھر ہجرت اس لیے کرنی پڑی کہ ہندوستان میں مسلمان اسلام کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتے تھے۔ یہود سے مدینہ میں معاہدہ اسی سلسلے کی کڑی تھی کہ ہر ایک اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر امن وسکون سے زندگی گزار سکے۔

ہجرت سے 7 سال قبل 1940ء میں 23 مارچ کو اقبال پارک لاہور میں قائداعظم محمد علی جناح نے جو کردار کے سچے اور قول کے پکے اور امانت دار شخص تھے انہوں نے فرمایا کہ مارچ کے مہینے میں ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر مارچ کریں گے یقیناً اللہ ہماری محنت کو ضائع نہیں کرے گا اور پاکستان بن کے رہے گا۔ مسلمان ایک قائد کی قیادت میں ایک اللہ، ایک رسول ﷺ ایک قرآن، ایک قبلہ، ایک مرکز، ایک مشن کے لیے اس وقت کی طاقتوں سے لڑ گئے اور اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک اسلامی ریاست کی شکل میں وجود میں آیا، سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایک معجزہ کر دکھایا کہ بے معجزہ قومیں ابھرتی ہی نہیں۔ نیتیں نیک تھیں اور اللہ کی نصرت کا یقین کامل تھا

کیونکہ مسلمان سچے اور پکے امانت دار تھے۔ آج 70 سال بعد ہم کہاں کھڑے ہیں؟

اس پر غور کیجیے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ہم نے اللہ کی بجائے اغیار پر توکل کرلیا ہے جو مومن کے شایان شان نہیں سب سے ڈرتے ہیں، اللہ سے نہیں ڈرتے نتیجہ یہ ہے 71ء میں مشرقی پاکستان جدا ہوگیا اس وجہ سے کہ حکومتی سطح پر اس کے حقوق پامال کیے گئے۔ اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ہم نے پاکستان سے ثقافتی جنگ جیت لی ہے اور سونیا گاندھی نے کہا تھا 1996ء میں کہ پاکستان کا بچہ بچہ ہندو تہذیب کا دل دادہ ہے۔ پاکستان ٹی وی میں ہندو رقص بڑے فخر سے دکھاتا ہے۔

بال ٹھاکرے نے 2001ء میں کہا تھا بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے جب پاکستان میں بسنت کا تہوار بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے اور یہ ہندو تہذیب کی بڑی کامیابی ہے اسی طرح ویلنٹائن ڈے کے نام پر بے حیائی کی انتہا ہے۔ مسلمان خود ہی اسلامی اقدار و اخلاق کا جنازہ نکال رہے ہیں اور غیروں کی نقالی کرکے شیطان کے طاغوت کی بندگی کو شعار بنالیا۔ تو اللہ کی مدد اور رحمت نافرمانوں کو کس طرح مل سکتی ہے؟ یہ تو عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے بلکہ حاکموں کے کرتوتوں کا خمیازہ قوم بھگت رہی ہے۔

دہشت گردی مسلمان کیسے کرسکتے ہیں؟ مسلمانوں کے نام لگا کر اسلام کے دشمن پاکستان کو ختم کرنے کے درپے ہیں ایک طرف ہندوستان دریاؤں پر ڈیم بنا کر پاکستان کو بنجر کرنے پر تل چکا ہے دوسری طرف خودکش حملے کرا کے پاکستان کے اندر امن وامان کو برباد کررہا ہے اسرائیل بھی اس طرح عالم اسلام کے سینے پر ایک ناسور ہے جو یہود کا پودا آج تن آور درخت بن کر امن وامان کی جڑیں کھوکھلی کررہا ہے

اب عوام جاگ رہے ہیں تو اقتدار کے ایوانوں میں عوامی مفاد کے نام پر کھیلے جانے والے کھیل کو بخوبی سمجھنے لگے ہیں۔ انصاف کے تقاضے پامال کرنے سے بدامنی نہ ہوگی تو اور کیا ہوگا؟ دراصل ضرورت ہے ایک شفاف اور غیر جانبدار احتسابی نظام کی تاکہ نظم مملکت سے گندا خون خارج کرکے صالح قیادت اصلاح احوال کرکے امن وامان قائم کرسکے۔ اللہ تعالیٰ تجدید عہد کی ہر دور میں توفیق دیتا ہے اور توبہ کا دروازہ بھی ہمیشہ سے کھلا ہے ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے حاکم، سیاستدان اور عوام متحدہ ہوجائیں تاکہ آرائے بازار، اقبال ٹاؤن لاہور اور سوات جیسے دہشت گردی کے واقعات بار بار نہ دہرائے جاسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اپنے مقام پر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن جائیں۔

کیا جان بوجھ کر نماز چھوڑنے دینے والا کافر ہے؟

نماز ارکان اسلام میں بلاتردد عظیم درجے کی حامل ہے، مزید برآں اسے دین کا ستون قرار دیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بیشتر احادیث میں اس کی بہت زیادہ فضیلت بھی منقول ہے۔ اس کی اس اہمیت وفضیلت کے باعث اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کم وبیش اسی مرتبہ اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وجوب نماز کا انکار کرتے ہوئے اسے چھوڑنے والا بالاتفاق کافر ہے جبکہ اس کے وجوب کے اعتقاد کے ساتھ سستی و کاہلی سے چھوڑنے والے کے شرعی حکم میں فقہائے امت کا اختلاف ہے لیکن راجح موقف یہی ہے کہ صرف جان بوجھ کر دائمی طور پر نماز چھوڑنے دینے والا ہی کافر ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

1۔ مشرکین کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ فان تابوا واقاموا الصلاۃ وآتوا الزکاۃ فاخوانکم فی الدین. [التوبۃ: ۱۱]
"اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز قائم کرلیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔"

اس آیت سے از خود یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو تمہارے دینی بھائی نہیں ہیں اور یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ دینی بھائی چارہ صرف اسلام سے خارج ہونے سے ہی ختم ہوتا ہے۔

2۔ واقیموا الصلاۃ ولا تکونوا من المشرکین. [الروم: ۳۱] "نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہوجاؤ۔"

اس آیت کا یقینا مفہوم یہی ہے کہ جو نماز چھوڑ دیتا ہے وہ مشرکوں میں سے ہے۔

3۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بین الرجل وبین الکفر والشرک ترک الصلاۃ. [مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ، احمد (۳/۳۷۰)، دارمی (۱/۲۸۰)، ابو داود (۴۶۷۸)]۔
"کفر و شرک اور (مسلمان) بندے کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں نماز پڑھنے اور اس پر پابند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین [انتخاب: قاری طاہر اقبال]

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خاں عفیف
بانی مسجد لمة العزیز اہلحدیث رحمت ٹاؤن

جشن عید میلاد مروجہ کا شرعی حکم

(قسط:7)

سوال: ہر سال ماہ ربیع الاول کے ابتدائی ۱۲ دنوں میں ہمارے پاکستان میں عشق رسول کے مقدس اور مطلوب ولولے کے تحت سیرت رسول ﷺ کے عنوان سے جلسوں کا انتظام اور میلاد کی محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو حکومت کی طرف سے پورے ملک میں چھٹی ہوتی ہے۔ چراغاں کا سماں بندھتا ہے۔ مختلف الوان کے دسترخوان بچھائے جاتے ہیں۔ واعظوں اور نعت خوانوں کے وارے نیارے ہوتے ہیں۔ کعبۃ اللہ اور روضہ اقدس کی تشبیہوں کا طواف کیا جاتا ہے۔ عربی لباس کا سوانگ بھرا جاتا ہے۔ مرد وزن کے ٹھٹھ لگتے ہیں۔ ٹرالیوں، ٹرکوں، اونٹ گاڑیوں، بھینسا گاڑیوں اور گدھا گاڑیوں کو زرق برق بینروں۔ جھنڈوں اور پھولوں کے ہاروں سے سجایا جاتا ہے اور ان پر بے فکرے بڑے، چھوٹے اور لڑکے بالے سوار نعتیں پڑھتے۔ گانے گاتے، ریکارڈنگ کرتے، ناچتے تھرکتے، دھمال ڈالتے اور لڈی تے ہوئے جلوس نکالتے ہیں اور ان جلوسوں پر عطر چھڑکا جاتا ہے۔ لوبان اور اگر کی دھونیوں کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ اور اس جشن پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور ستم یہ کہ قوم کے لونہالوں کو بھیک مانگنے کا عادی بنایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں میرے ذہن میں درج ذیل سوال انگڑائیاں لے رہے ہیں۔

1: محبت رسول کے تقاضے کیا ہیں؟ 2: حکومت اور عوام الناس کا یوں جشن منانا مسنون اور ماثور عملی ہے؟ 3: کیا عہد رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، عہد صحابہ رضی اللہ عنہ، سلف صالحین، ائمہ اربعہ اور فقہاء محدثین نے بھی اس عید میلاد کا کوئی اہتمام فرمایا تھا یا اس کا حکم دیا تھا؟ 4: اسلام میں کتنی عیدیں ہیں؟ 5: ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد منانے کا یہ طریقہ کب شروع اور اس کی طرح ڈالنے والے کون اور کیسے لوگ تھے۔ امید ہے آپ اولین فرصت میں میری راہنمائی فرمائیں گے۔ سائل: محمد خان نجیب

خیر یہ تو دلائل قرآنیہ تھے اب دلائل حدیثیہ کی حالت معلوم فرمایئے اس سلسلہ میں اول نمبر حدیث پیش کی گئی ہے "اخبركم باول امری دعوة ابراهيم و بشارة عيسىٰ و رؤيا امي التي رأتها حين وضعتني قد خرج منها نور اضاء لها منه قصور الشام"

ناظرین! غور فرمائیں اس روایت کو جشن میلاد سے کیا تعلق؟ اگر آپ نے کسی موقعہ پر کسی سلسلہ گفتگو میں تذکرہ فرما دیا کہ میں ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ اور عیسیٰؑ کی بشارت کا مصداق اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں تو اس کے یہ معنی کب ہوئے کہ تم ہر سال عیسائیوں کی تقلید میں میری ولادت کا جشن منایا کرو۔ قرآن میں موسیٰؑ کی ولادت، عیسیٰؑ کی ولادت، یحییٰؑ کی ولادت اور مریمؑ کی ولادت۔ بلکہ جن وانس، زمین وآسمان کی وغیرہ کی پیدائش کے تذکرے موجود ہیں تو کیا مسلمانوں نے ان کی ولادت اور پیدائش کے جشن منائے؟ اور اگر نہیں تو آپ کے اتنا فرما دینے سے جشن میلاد کا جواز کیسے ثابت ہو گیا۔ افسوس ہے کہ اس گروہ کو علم میں استعداد تو کجا غالباً اس سے معمولی مناسبت بھی نہیں اگر ان کے دلائل کو کسی غیر مسلم کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ بھی یہی کہے گا کہ ان سے زیادہ غیر معقول کوئی نہ ہوگا پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس حالت پر یہ لوگ اجتہاد کے مدعی ہیں اور اس کے ساتھ ہی ان کا یہ دعویٰ کہ وہ پکے مقلد ہیں۔ [هذان ضدان لا يجتمعان] دوسرے نمبر پر حضرت عائشہؓ کی حدیث سے استدلال کیا:

"كان رسول الله ﷺ يضع لحسان بن ثابت منبراً في المسجد" الخ لیکن یہ استدلال بھی سراسر غلط ہے کیونکہ نہ اس میں ولادت کا ذکر ہے نہ یوم ولادت کا بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جس طرح کفار اسلام کا مقابلہ تلوار سے کرتے تھے اور مسلمان اس کا جواب تلوار سے دیتے تھے یوں ہی جب کفار رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں قصیدے لکھتے تھے تو وہ ان کا جواب قصائد کی صورت میں دیتے تھے اور اس جہاد لسانی کو زیادہ تر حضرت حسانؓ بن ثابت انجام دیتے تھے اور انکے واسطے حضور ﷺ مسجد میں منبر رکھوا دیتے تھے اس کا جشن میلاد سے کیا تعلق ہے؟

تیسرے نمبر پر حضرات صحابہ کرامؓ کے ذکر سے استدلال کیا ہے لیکن جب تک اس ذکر کی نوعیت نہ معلوم ہوا اور یہ نہ معلوم ہو کہ اس مروجہ جشن میلاد کے طریقے پر ہوتا تھا اس وقت تک اس سے استدلال سراسر جہالت ہے اور یہ ثابت ہونا محال ہے۔ چوتھے نمبر پر مجالس ذکر اللہ میں ملائکہ کے حضور سے استدلال کیا ہے لیکن اس میں اس بدعت کا کچھ بھی نشان نہیں بلکہ اس میں ذکر اللہ کا بیان ہے لہٰذا یہ استدلال بھی محض سفاہت اور حماقت پر مبنی ہے یہ دلائل حدیثیہ تھے جن سے معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کے پاس تنکے کا سہارا بھی نہیں۔ اس کے بعد فاضل محقق نے تعیین تاریخ پر بحث کی ہے اور اس میں اپنی قابلیت کے کرشمے دکھلائے ہیں اگر حق تعالیٰ نے کسی کام کیلئے کوئی وقت مقرر فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کی مصلحت کو جانتا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کسی کام کیلئے کوئی وقت مقرر فرمایا ہے تو اگر وہ تشریع کی قسم سے ہے تو وہ بھی حق تعالیٰ ہی کا مقرر کردہ ہے اور اگر وہ

تشریع کے قبیل سے نہیں تو وہ محل بحث ہی نہیں جیسا کہ آپ کا ان عورتوں کو وقت دینا جنہوں نے آپ سے وعظ کی درخواست کی تھی رہے وہ علماء جنہوں اس بناء پر معمولات کیلئے اوقات کی تعیین کی کہ ان اوقات تاریخوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے سو ان کا یہ فعل اس لئے حجت نہیں کہ کی یہ تعیین بلا دلیل شرعی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اور حق تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق تھے کہ وہ ان کیلئے ان اوقات کو وجوبا یا استحبابا معین کرتے کیونکہ ان کو اوقات کا بھی علم ہے اور ان کاموں کا بھی اور ان کے درمیان مناسبت کا بھی۔ برخلاف علماء کے کہ ان کو ان میں سے کسی بات کا بھی یقینی علم نہیں۔ پس ان کی تعیین کو تعیین شارع پر قیاس کرنا "قیاس الجهل علىٰ العلم والادنىٰ علىٰ الاعلىٰ" ہے جو کہ بالاجماع باطل ہے یہی وجہ ہے کہ مقلدین کو قیاس اور اجتہاد سے روکا گیا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ باز نہ آئے اور اس وجہ سے دین میں بے انتہاء مفاسد پیدا ہو گئے۔ اسکے بعد فاضل محقق نے بعض علماء کے فتاویٰ نقل کئے ہیں سو اول تو ان فتاویٰ کی بناء معلوم ہو چکی ہے اور معلوم ہو گیا ہے کہ ان کے پاس کوئی کمزور دلیل بھی نہیں پھر اس کے مقابل ہم دوسرے علماء کے فتاوے پیش کرتے ہیں جو انکے علم وفہم اور دین کی کسی بات میں بھی کم نہیں بلکہ ان سے بڑھے ہوئے ہیں تو یہ فتاوے بھی بے سود ہیں پس ثابت ہوا کہ اس باب میں ان مولوی مفتی کے پاس کوئی بھی حجت صحیح نہیں، یہ مسلم ہے کہ جس طرح انبیاء کی مساعی سے دنیا کفر وضلالت کا خاتمہ نہیں ہوا اور جن گمراہوں کی قسمت میں ہدایت سے محرومی مقدر تھی وہ اب بھی گمراہ ہی رہے یوں ہی ان کے جانشینوں کی مساعی جمیلہ سے دنیا میں شرک وبدعت اتباع یہود ونصاریٰ وغیرہ کا خاتمہ نہیں ہو سکتا اور جن کی قسمت میں محرومی مقدر ہے وہ ہدایت پر نہیں آسکتے لیکن یہ ان کیلئے فخر کی بات نہیں کیونکہ اس کا نتیجہ ان کو مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا۔

بوقت صبح شود و ہمچو روز معلومت
کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

امید ہے کہ فاضل محقق اور انکے ہم خیال دوسرے افراد اگر علم وفہم کا کچھ حصہ رکھتے ہیں تو ہماری اس تحریر سے فائدہ اٹھائیں گے اور اگر ان چیزوں سے حصہ نہیں ملا ہے تو تقلید باطل کو چھوڑ کر مسلک احتیاط کو اختیار کریں گے اور اگر دین مقصود ہی نہیں تو اس کا کچھ علاج ہی نہیں" والسلام علىٰ من اتبع الهدىٰ."[منقول از فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۳۰ تا ۱۴۱]

<u>ایک اور بات قابل غور:</u> کہا جاتا ہے کہ روز ولادت آنحضرت ﷺ چونکہ دنیا کیلئے موجب رحمت ہے اس لئے ہمیں اس روز کو عید منانا چاہیے حالانکہ یہ ٹھیک نہیں کیونکہ روز ولادت سے چالیس سال تک آنحضرت ﷺ کو کسی قسم کی نبوت یا رسالت یا بالفاظ دیگر یہ عہدہ نہ ملا تھا آپ رحمت بنے یا ہادی ہوئے تو وصف رسالت سے ہوئے نہ کہ وصف ولادت سے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی نکتہ کو سمجھانے کے لئے جہاں حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کا ذکر کیا ہے یہ فرمایا ہے "وما ارسلناك الا رحمة للعلمين" "ہم نے آپ کو (اے نبیؐ) رسول بنا کر بھیجا ہے تو اس لئے کہ دنیا کے لوگوں پر رحمت کریں۔ یہ نہیں فرمایا "ماخلقناك الا رحمة للعلمين" جس کا ترجمہ یہ ہوتا کہ ہم نے آپ کو پیدا کیا ہے پیدا ہونے اور رسول بننے میں بہت فرق ہے ان دونوں اوصاف میں چالیس سال کی مدت ہے۔ پس اگر غور کیا جائے اور قرآن وحدیث اور کتب فقہا ائمہ دین کے فتوے سے قطع نظر کر کے اپنے ہی قیاس سے کام لینا ہو تو یوں کہنا چاہئے کہ جس روز حضور ﷺ کو رسالت کا پیغام پہنچا ہے اس روز کو مثل عید کے تہوار بنایا جائے مگر مشکل یہ ہے کہ اس دن کی اس مہینے کی تعیین میں بھی اختلاف ہے کوئی ربیع الاول کہتا ہے تو کوئی رمضان بتلاتا ہے۔

[ابو الوفاء ثناء الله امرتسری رحمة الله عليه ج ۱ ص ۱۱۹]

<u>مجوزین میلاد کی ایک اور دلیل اور اس کا جواب:</u> صحیح بخاری میں آتا ہے کہ:

وقال عروة ثويبة مولاة لابي لهب وكان ابو لهب اعتقها فارضعت النبي ﷺ فلما مات ابولهب اريه بعض اهله بشر حيبة قال له ما ذا لقيت قال ابولهب لم الق بعدكم غير اني سقيت في هذه بعتاقتي ثويبة. [كتاب النكاح باب امهاتكم الاتى ارضعنكم ج ۲ ص ۷۶۴] عروہ نے کہا ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اور ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا پس اس نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا جب ابولہب مر گیا تو اس کے خاندان میں سے کسی نے اسے خواب میں بری حالت میں دیکھا تو اس نے کہا تو نے کیا پایا؟ ابولہب نے کہا آپ کے بعد میں نے کوئی سکون نہیں پایا سوائے اس بات کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے ذرا سا پانی اس میں دیا جاتا ہوں (اس نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان گڑھے کی طرف اشارہ کر کے کہا)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے جب کافر رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کرے تو اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے تو مسلمان کی کیا شان ہے تو اس کو کیوں اجر نہ ملے گا۔

<u>جواب:</u> اولاً: یہ جناب عروہ کی مرسلاً روایت ہے جیسا کہ سیاق بخاری سے ظاہر ہے اور عروۃ تابعی نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اسے خواب کس نے سنایا ہے اور مرسل روایات محدثین کے ہاں ضعیف ہوتی ہے

ثانیاً: اگر یہ بالفرض بسند متصل ثابت ہو تو بھی قابل حجت نہیں کیونکہ یہ خواب ہے اور پھر خواب عباسؓ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا ہے اور مسلمان کا

خواب دین میں حجت شرعی نہیں ہوتا جب کسی مسلمان کا خواب حجت شرعی نہیں تو پھر کسی کافر کا خواب کیسے حجت اور دلیل ہو سکتا ہے؟

ثالثاً: عروہ کی اس مرسل (ضعیف) روایت میں ہے کہ ثویبہ کو ابولہب نے اس وقت آزاد کیا تھا جب اس نے ابھی رسول اللہ ﷺ کو دودھ نہیں پلایا تھا۔ تو یہ بات اہل سیر کی تصریحات کے سراسر خلاف ہے کیونکہ اکثر اہل سیر نے اس بات کا ذکر کیا ہے ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے کے کافی عرصہ بعد آزاد کیا تھا۔ جیسا کہ

1۔ امام ابن جوزی تصریح فرماتے ہیں: "وكانت ثويبة تدخل على رسول الله ﷺ بعد ما تزوج خديجة فيكرمها رسول الله ﷺ وتكرمها خديجة وهي يومئذ امة لم اعتقها ابو لهب". [الوفاء بحال المصطفى ج ا ص ۱۰۷ مكتبه نوريه رضويه فيصل آباد] بی بی ثویبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت بھی آتی جاتی تھیں جب آپ ﷺ ام المومنین خدیجہؓ سے نکاح کر چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہؓ اس کی تکریم کرتے تھے اور یہ ان دنوں لونڈی تھی پھر اسے ابولہب نے آزاد کر دیا۔ 2۔ "قالوا كانت ثويبة مرضعة رسول الله ﷺ يصلها وكانت خديجة تكرمها وهي على ملك ابى لهب وسئالته ان يبيع لها فامتنع فلما هاجر رسول الله ﷺ اعتقها ابو لهب وكان رسول الله ﷺ يبعث اليها بصلة حتى جاء الخبر انها ماتت بسنة سبع مرجعه من خيبر۔"

[الاصابة فی تمييز الصحابة ج ٤ ص ٢٥٨]

اہل سیر کہتے ہیں کہ ثویبہ بھی رسول اللہ ﷺ کی رضائی والدہ تھیں، اس لئے رسول اللہ ﷺ صلہ رحمی کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ بھی اسکی عزت کرتی تھی اور ثویبہ اس وقت ابولہب کی لونڈی تھی۔ حضرت خدیجہ نے ابولہب سے اسے خریدنا چاہا تھا مگر ابولہب نے انکار کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ برابر صلہ رحمی کرتے رہے یہاں تک وہ فتح خیبر 7ھ میں وفات پا گئیں۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے: اختلف فی اسلامها وقال ابو نعيم لانعلم احدا ذكر اسلامها وغيره والذى فى السيران النبى ﷺ كان يكرمها وكانت تدخل عليه بعد ما تزوج خديجة وكان يرسل اليها بصلة من المدينة الى ان كان بعد فتح خيبر.... والذى يخالفوهوان ابا لهب اعتقها قبل الهجرة وذالك بعد الارضاع بدهر طويل۔ [فتح البارى ج ۹ ص ۱۸۰]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ثویبہ کے اسلام میں اختلاف ہے۔ ابن مندہ کے مطابق وہ اسلام لے آئی تھیں مگر مشہور محدث ابونعیم کہتے ہیں کہ حافظ ابن مندہ کے علاوہ کسی اہل سیر نے اس کا مسلمان ہونا ذکر نہیں کیا رسول اللہ ﷺ اس کا احترام کرتے تھے رسول اللہ کی خدیجہ سے شادی کر لینے کے بعد بھی ثویبہ آپ کے پاس آیا کرتی تھی۔ ابولہب نے اس کو ہجرت سے تھوڑا عرصہ قبل اور دودھ پلانے کے واقعہ کے بہت عرصہ بعد آزاد کیا تھا۔

[یہی بات طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰۸ اور امام ابو عمر یوسف بن عبدالبرؒ نے الاستيعاب فی اسماء الاصحاب ج ۱ ص ۱۲ نے لکھی ہے]

رابعاً: پھر اس مرسل روایت میں ہے ابولہب نے کہا میں اپنی انگلی سے پانی چوستا ہوں۔ جبکہ انگلی اس کے ہاتھ کا جز ہے اور اس کو بھی عذاب ہو رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ۔ [اللهب ۱] "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گیا۔"

قرآن مجید کی آیت بھی اس افاقہ کی تردید کر رہی ہے بتلایئے قرآن سچا ہے اعباس بن عبدالمطلب کا خواب سچا ہے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

خامساً: یہ خواب قرآن مجید کے ظاہر کے خلاف ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کو بھی قیامت کے دن اچھے اعمال سے نفع ہوگا جبکہ قرآن مجید کے مطابق کافر کو مرنے کے بعد اس کے اچھے اعمال کا صلہ نہیں ملے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: 1. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا. [الكهف ۱۰۵] "یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کے ساتھ کفر کیا اکارت ہو چکے ان کے اعمال قیامت والے دن ہم ان کے لئے ترازو قائم نہیں کریں گے" 2. وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا. [الفرقان] "اور جو انہوں نے اچھے عمل کیے تو ہم ان کی طرف متوجہ ہو کر ہوا میں خاک کے اڑتے ہوئے ذرے بنا دیں گے"

3. مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ. [سورت ابراهیم آیت ۱۸]

"جو لوگ اپنے رب سے انکاری ہیں ان کے نیک اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جس کو سخت گرمی کے دن تیز ہوا لے اڑی ہو" (جاری ہے)

ادارہ مرکز التوحید ڈیرہ غازی خان میں سالانہ 2010 خطبات جمعۃ المبارک بسلسلہ شان رسالت: آغاز جمعہ 12:00 بجے

26: مارچ کا جمعہ قاری عصمت اللہ خان 2: اپریل کا جمعہ قاری سیف اللہ خان 7: مئی کا جمعہ قاری عبدالوکیل صدیقی 14: مئی کا جمعہ حافظ ظفر اللہ خان 21: مئی کا جمعہ قاری یٰسین بلوچ۔ ہر ماہ کا پہلا جمعہ قاری عبدالرحیم کلیم مدیر التوحید چوک چورہٹہ ڈیرہ غازیخان۔ [فون: 0300-6787139 ناظم مرکز آفس عامر مختیار 0642464505]

سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 20) حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

"چنانچہ اس کے پروردگار نے اسے (مریم) کو احسن انداز سے قبول فرمالیا اور اس (مریم) کی نہایت عمدہ پرورش فرمائی اور اس کی کفالت حضرت زکریاؑ کے سپرد کی، جب بھی حضرت زکریاؑ اس (مریم) کے پاس جاتے تو اس کے پاس رزق پاتے (حیران ہوکر) پوچھتے اے مریم! یہ رزق تیرے پاس کہاں سے آیا؟ انہوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (عنایت) ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے حساب رزق سے نوازتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَقَبَّلَهَا: قبول کیا اس کو۔ أَنبَتَهَا: اس کی پرورش کی۔

كُلَّمَا: جب بھی۔ الْمِحْرَابَ: ایسا بالائی کمرہ جو عبادت خانہ کے آگے ہو اور اس تک پہنچنے کے لیے چند سیڑھیاں ہوں۔

أَنَّىٰ لَكِ: کہاں سے۔

ماقبل سے مناسبت: سابقہ آیات میں حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی نذر اور حضرت مریمؑ کی پیدائش کا ذکر تھا ان کی والدہ نے دعا کی تھی کہ اے باری تعالیٰ اسے اپنی بارہ گاہ میں قبول فرما اور شیطانی وساوس سے میری اولاد کو محفوظ فرما۔ اس آیت میں ان کی قبولیت نذر ودعا کا ذکر ہے۔

التوضیح: فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا

حضرت مریم کی والدہ کو اس بات کی امید تھی کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور میں اپنی نذر پوری کرتے ہوئے بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقف کردوں گی۔ مگر جب ان کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوئی، تو وہ سخت رنجیدہ ہوکر کہنے لگی اللہ میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی اور بطور معذرت فرمانے لگیں کہ نذر پوری کرنے کے لیے لڑکا انتہائی موزوں تھا کیونکہ وہ لڑکی کی طرح ناتواں نہیں ہوتا اور لڑکی لڑکے کی طرح امور سرانجام دینے ۔ قاصر ہوا کرتی ہے، پھر کہنے لگیں میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔

حضرت مریمؑ کی والدہ کی مناجات اور فریادیں کس قدر احسن تھیں کہ انہیں اس بات کا پختہ یقین تھا کہ میرا رب میرے بہت قریب ہے۔ میری فریاد کو سن رہا ہے اور اس کی نذر کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے ضرور نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے نیک بندوں کی قدر کرنے اور ان پر رحمت کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل وکرم کے ساتھ اس پرخلوص نذر کو قبول فرمایا اور حضرت مریمؑ کی پرورش کا ایسا انتظام فرمایا کہ جس میں ان کی جسمانی اور اخلاقی تربیت بہت اچھی ہوسکے۔ اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت زکریاؑ کا انتخاب فرمایا۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ.

اللہ تعالیٰ نے عمران کی بیوی کی دعا قبول کرتے ہوئے حضرت مریمؑ کی کفالت حضرت زکریاؑ کے ذمہ سونپ دی حضرت زکریا علیہ السلام نے اس ذمہ داری کو بخوشی احسن انداز سے نبھایا اور اس بچی کی تعلیم وتربیت کا حتی المقدور مناسب اہتمام کیا۔

حضرت مریمؑ اور حضرت زکریاؑ کا باہمی رشتہ: ابن اسحٰق کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ کے خالو تھے اور حدیث معراج میں بھی یہ ہے کہ یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے آسمانوں پر ہوئی۔ "وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ" اور وہ دونوں (یحییٰؑ اور عیسیٰؑ) خالہ زاد بھائی ہیں۔ [بخاری کتاب مناقب الانصار باب المعراج ج ۳ ص 1410 رقم الحدیث: 3674] بعض لوگوں نے اسی روایت کی بناء پر زکریاؑ کو مریمؑ کا بہنوئی کہا ہے۔ [ابن کثیر......]

راجح قول: صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ زکریاؑ حضرت مریمؑ کے خالو تھے۔ کیونکہ اصطلاح عرب میں ماں خالہ کے لڑکے کو بھی خالہ زاد بھائی کہہ دیتے

ہیں اور یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی پرورش حضرت زکریاؑ کو سونپی۔ کیونکہ ان کے عقد میں مریم کی خالہ تھیں اور خالہ بمنزلہ ماں ہوتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حمزہ کی یتیم بیٹی عمرۃؓ کو انکی خالہ (جعفر بن ابی طالبؓ کی زوجیت میں تھی) کے سپرد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کے پیچھے حضرت حمزہؓ کی بیٹی چچا چچا کہتے ہوئی آئی حضرت علی انہیں حضرت فاطمہ کے پاس لے آئے اور کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو اور اپنے پاس رکھو اس کی کفالت پر حضرت علیؓ، زیدؓ اور جعفر میں جھگڑا ہو گیا حضرت علیؓ نے کہا: "اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي" اسے میں لے لیتا ہوں (اپنی کفالت میں) کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفر نے کہا اسے میں لے لیتا ہوں کیونکہ "هِيَ اِبْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي" یہ میرے چچا کی بیٹی اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت زیدؓ نے کہا اسے میں لے لیتا ہوں کیونکہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے تو آپ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی یتیم بیٹی عمرۃؓ کو انکی خالہ (جو کہ جعفر بن ابی طالبؓ کی زوجیت میں تھی) کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: "اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ" خالہ ماں کے درجے میں ہوتی ہے۔ [بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء ج ٤ ص ١٥٥٢ رقم الحدیث: ٤٠٠٥] حضرت زکریاؑ نے حضرت مریم کو پرورش کے لیے ایک محراب (بالائی کمرہ) میں ٹھہرایا تھا اور جب بھی زکریاؑ اسکے پاس تشریف لاتے تو بے موسم پھل وہاں موجود پاتے ایک دن زکریاؑ نے ان پھلوں کے متعلق سوال کیا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں تو مریم نے جواب دیا یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے فضل واحسان کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہیں اسے بے حساب رزق دیتے ہیں۔

<u>مریم اور عقیدہ توحید:</u> مریم کا عقیدہ توحید کس قدر مضبوط اور پختہ تھا کہ وہ ہر چیز کا مالک، خالق، رازق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی سمجھتی تھی یہی عقیدہ توحید دین کی اساس ہے اور اسی اساس کو لے کر انبیاءؑ آئے اور خود بھی اس پر کاربند رہے اور لوگوں کو بھی اسی عقیدہ پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے رہے

<u>نوٹ:</u> محراب ایسے بالائی کمرے کو کہا جاتا ہے جو عبادت خانہ کے آگے اور اس میں داخل ہونے کے لیے چند سیڑھیوں کی ضرورت ہو اور اس کمرے کے اندر موجود انسان کو عبادت گاہ میں موجود عابد دیکھ نہ سکے۔

<u>آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:</u> 1۔ انسان جب بھی اپنے مالک پر اعتماد کرتے ہوئے پورے یقین اور خلوص کے ساتھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو رائیگاں نہیں جانے دیتے۔ 2۔ انسان کسی رشتہ دار کا کفیل اور ضامن بن سکتا ہے۔ 3۔ مربی جب گھر میں داخل ہو تو اسے اندرونی اور بیرونی ماحول پر گہری نظر رکھنی چاہیے۔ 4۔ اگر اولاد کے پاس کوئی ایسی چیز دیکھے جو اس کے علم میں نہیں تو فوراً اس چیز کے متعلق سوال کرے۔ 5۔ زیر تربیت افراد کے متعلق حسن ظن رکھنا چاہیے کیونکہ بدگمانی خاندانوں کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ 6۔ رزق کسی انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ 7۔ اللہ تعالیٰ صاحب قدرت ہے جسے چاہے بغیر حساب کے رزق عطا کر دے اگر چاہے لوگوں کو قحط اور تنگدستی میں مبتلا کر دے وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں بلکہ پوری کائنات اس کے سامنے جوابدہ ہے۔

بقیہ: آزادی کے تقاضے

بھائیو! ہم نے تو ان کا ریکارڈ بھی توڑ دیا ہم نے ایک لاکھ کی تعداد میں ہوتے ہوئے ہتھیار ڈال دیے تھے پھر کیا ہوا، وہی ہوا جو پہلوں کے ساتھ ہوا تھا "ولن تجد لسنة الله تبديلا" بنی اسرائیل وہ تھے کہ جن کو اللہ نے فرعون سے نجات دلائی انہیں آل فرعون کی جائیدادوں کا وارث بنایا ان پر من سلویٰ نازل کیا انہیں کتاب کا وارث بنایا لیکن جب انہوں نے اپنے پیغمبروں کے صرف ایک حکم کی نافرمانی کی تو اللہ پاک نے انہیں چالیس سال تک سرگردان کیے رکھا حضرت موسیٰ نے کہا کہ اس ملک کو فتح کرنے کے لیے چلو، کہنے لگے "يموسى ان فيها قوما جبارين" اے موسیٰ اس میں تو بڑی جابر قوم آباد ہے اللہ کے نبی کے ساتھ ان کا انداز تخاطب دیکھیے ذرا کہتے ہیں یموسی ہم تو کبھی اس طرح اپنے نبی کو آواز نہیں دیتے ہم تو "یا محمد" نہیں کہتے کہنے لگے جب تک وہ اس ملک میں آباد ہیں ہم نہیں جا سکتے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم لوگ اللہ پر بھروسہ کر کے اٹھو سہی، غلبہ تمہارا ہی ہوگا۔ مگر وہ ظالم کہنے لگے "يموسى انا لن ندخلها ابدا ما داموا فيها فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون" اے موسیٰ ان کی موجودگی میں ہم ہر گز بستی میں داخل نہیں ہوں گے تم جاؤ اپنے رب کو ساتھ لے کر جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ اس پر موسیٰ نے اپنی بیکسی ظاہر کی تو اللہ پاک نے فرمایا "قال فانها محرمة عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض فلا تاس على القوم الفسقين" رب نے فرمایا کہ تو ان پر چالیس برس (تک واپس گھروں کو پلٹنا) حرام ہے زمین میں مارے مارے پھرتے رہیں گے سو (اے موسیٰ) تمہیں اس فاسق قوم پر افسوس بھی نہیں ہونا چاہیے ہم نے بھی اللہ پاک سے وعدہ کیا تھا کہ اس ملک میں اسلام کے مطابق زندگی گزاریں گے چاہیے تو یہ تھا کہ آزادی ملتے ہی عہد کی پاسداری کرتے لیکن جب ہم نے اس عہد کا پاس نہ رکھا تو آج نصف صدی سے اوپر عرصہ بیت جانے کے باوجود ہم سرگرداں اور مارے مارے پھر رہے ہیں، ہمیں اپنا مستقبل مخدوش نظر آتا ہے۔ ان پر بخت نصر جیسے ظالموں کو مسلط کیا گیا ادھر ہیں ہم کہ ہم پر جابر حکمران مسلط ہیں

☆..........☆..........☆

علمائے اہلحدیث سے تعارفی سلسلہ 76

گفتگو : حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی

آج کی نشست کے مہمان

مولانا محمد اسحاق ایم اے

(ناظم مدرسہ ضیاء القرآن والسنہ بستی لال شاہ قصور سٹی)

سوال: آپ اپنا مکمل نام اور والد گرامی کا تعارف کروائیں؟

جواب: میرا نام محمد اسحاق بن رحمت اللہ بن اللہ بخش ہے، میرے والد ماجد میاں جی رحمت اللہ صاحب اسم با مسمّی ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی ہیں، خود تو انہوں نے قرآن ناظرہ اور چند سورتیں حفظ کی ہوئی تھیں، آپ زمیندارہ کرتے تھے۔ کھیتی باڑی کا کام اکیلے ہی کرتے تھے اپنی اولاد کو قرآن وحدیث کی تعلیم کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ الحمد للہ ہم تین بھائی ہیں اور تینوں ہی فارغ التحصیل عالم ہیں میرے چھوٹے بھائی فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد ابراہیم فاضل عربی اور جامعہ محمدیہ قدوسیہ دارالحدیث کوٹ رادھاکشن سے فارغ التحصیل ہیں اور آج کل گورنمنٹ ہائی سکول حسین خانوالہ میں بطور مدرس تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں دوسرے چھوٹے بھائی حافظ عبدالرحمان ہیں آپ نے بھی فاضل عربی کا امتحان پاس کیا ہوا ہے۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے فارغ التحصیل ہیں اور آج کل گورنمنٹ ہائی سکول حسین خانوالہ تحصیل وضلع قصور میں بطور او۔ ٹی مدرس تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ میری دو بہنیں ہیں وہ بھی الحمد للہ دینی تعلیم سے واقف ہیں۔

اس لحاظ سے میرے والد صاحب الحمد للہ بہت برگزیدہ انسان ہیں اور میری والدہ محترمہ بھی نیک سیرت خاتون ہیں ماشاء اللہ تہجد گزار ہیں میں بھی ان کے لیے فرمان الٰہی کا کثرت سے ورد کرتا ہوں "رب ارحمهما كما ربيٰني صغيرا" میری درخواست ہے کہ ہر شخص مندرجہ بالا دعا پڑھے ان شاء اللہ بہت ہی فائدہ ہوگا۔

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: 2 فروری 1948ء ضلع قصور کے معروف گاؤں حسین خانوالہ جائے ولادت ہے ہمارے گاؤں میں الحمد للہ دو مسجدیں ہیں وہ دونوں ہی مسلک اہلحدیث کی ہیں علاقہ بھر میں ہمارا گاؤں اہلحدیث کا مرکز ہے ہمارے گاؤں کی جامع مسجد علم کا گہوارہ ہے ہمارے گاؤں کے اکثر طالب علم میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم کا رخ کرتے ہیں۔ ہمارے گاؤں کے اکثر طالب علم دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جامعہ رحمانیہ گارڈن ٹاؤن لاہور اور ستیانہ بنگلہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخلہ لیتے ہیں اور ماشاء اللہ بڑی محنت اور دلجمعی سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

سوال: آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق کیونکر پیدا ہوا؟

جواب: ہمارے گاؤں حسین خانوالہ میں بزرگ عالم دین مولانا محمد عبداللہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم یہ دونوں بھائی ماشاء اللہ جامعہ رحمانیہ دہلی سے فارغ التحصیل تھے جب بھی درس قرآن دیتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے زبان سے موتی بکھر رہے ہیں۔ میں نے جب جماعت پنجم کا امتحان پاس کیا تو میرے والد محترم نے مجھے ان کے پاس دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے چھوڑ دیا تقریباً ایک ہی سال گزرا ہوگا تو مجھے گاؤں سے باہر نکل کر مزید تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

ہماری خالہ صاحبہ بازید پور میں رہائش پذیر تھیں ان کے پاس ایک اماں جان مریم بی بی رہتی تھی جو ماشاء اللہ بہت نیک پرہیزگار خاتون تھی انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سے بچوں اور بچیوں کو لکھنا پڑھنا، قرآن اور دینی کتب کی تعلیم دی ایک دن وہ ہمارے گھر آئیں تو انہوں نے میرے والد صاحب سے کہا کہ اپنا بیٹا محمد اسحاق مجھے دے دیں میں اس کو عالم دین بناؤں گی میرے والد محترم نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ آج سے یہ بچہ لے جائیں اور اس کو عالم دین بنائیں میری بھی یہی خواہش تھی وہ اماں جی مریم صاحبہ مجھے اپنے ساتھ بازید پور لے آئیں اور دوسرے دن مجھے میرے میر محمد گاؤں کے مدرسہ میں داخل کروا آئیں مجھے بھی گاؤں سے باہر نکل کر دینی تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا میں نے وہاں پر دل لگا کر بڑی محنت سے تعلیم حاصل کی اور اپنا شوق پورا کیا۔

سوال: آپ نے کن مدارس سے تعلیم حاصل کی اور کس مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوئے؟

جواب: سب سے اول میں نے اپنے گاؤں حسین خانوالہ میں اپنے بزرگ استاذ مولانا محمد اسماعیل صاحب سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور حضرت مولانا حاجی احمد دین صاحب کو بھی ناظرہ قرآن مجید سنایا۔

ابتدائی درس کتب حضرت مولانا عبدالرحیمؒ صاحب سے پڑھیں اس کے بعد مجھے میری اماں جی مریم صاحبہ میر محمد مدرسہ میں داخل کروا آئیں تو میں نے بقیۃ السلف ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز محمدی رحمۃ اللہ علیہ سے اور مولانا حبیب اللہ صاحب اوکاڑہ والے سے پہلی جماعت کی کتب پڑھیں۔

جب مزید شوق پیدا ہوا تو جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن میں حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ میر محمدی اور حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب سیف سے تعلیم حاصل کی اس کے بعد مجھے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن فیصل آباد میں داخلہ مل گیا۔ تو وہاں میرے مشفق استاد حضرت مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی اور حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مازی اثاری والے سے تعلیم حاصل کی اس وقت جامعہ کی کلاس چہارم ماموں کانجن میں تھی اور جماعت پنجم اور ششم کے طلبہ اوڈانوالہ میں پڑھتے تھے۔

پنجم و ششم کلاس کے لیے اوڈانوالہ میں آنا پڑا تو وہاں پر مشفق استاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب ملہوی مرحوم اور حضرت مولانا عبدالصمد شیخ الادب سے تعلیم حاصل کر کے 1969ء میں حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب شیخ الحدیث تقویۃ الاسلام لاہور نے ہمارا سالانہ امتحان لیا الحمد للہ سند فراغت حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صاحب ملہوی شیخ الحدیثؒ سے حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اساتذہ کرام جو حیات ہیں انہیں دنیا و آخرت میں بلند مقام عطا فرمائے۔

سوال: آپ کے خیال میں دینی طلباء مدرسے کیوں تبدیل کرتے ہیں؟

جواب: طلباء جب گھر سے تعلیم حاصل کرنے نکلتے ہیں تو ان کو یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ ہم جلد سے جلد اپنا نصاب مکمل کریں اور اپنی منزل کو جلد طے کریں اس لیے جہاں وہ زیادہ سہولت دیکھتے ہیں وہاں جا کر داخلہ لے لیتے ہیں اور کچھ طلبہ معروف اساتذہ کرام سے کسب فیض کرنے کے لیے مدارس تبدیل کرتے ہیں۔

سوال: دینی مدارس میں آپ کے رفقاء اس وقت کہاں کہاں دینی خدمات فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

جواب: میرے ساتھی الحمد للہ کافی ہیں کئی ساتھیوں کے نام بھول چکا ہوں لیکن چند ساتھیوں کے نام یاد ہیں مثلاً مولانا محمد سلیمان ہزاروی جو کہ ہزارہ میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اور حضرت مولانا رفیع الدین جو آج کل جامعہ اشاعۃ العلوم میں بطور شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دے رہیں اور حضرت مولانا عبدالرحمان جو آج کل جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔

سوال: آپ اپنے دور کے کن شیوخ سے بے حد متاثر ہوئے؟

جواب: فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحیمؒ، فضیلۃ الشیخ ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ شیخ الحدیث مولانا محمد یعقوب صاحب ملہویؒ فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالقدوسؒ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد اسماعیل صاحب بازید پوری، فضیلۃ الشیخ مولانا حاجی احمد دین صاحب، فضیلۃ الشیخ مولانا پروفیسر عبدالحکیم صاحب مہتمم جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن، فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرشید ہزاروی، مولانا عبدالرشید صاحب مازی اثاری اور مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی لاہور سے بے حد متاثر ہوں۔

سوال: موجودہ دور میں لوگوں کو دین کی طرف کس طرح مائل کیا جاسکتا ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: "یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک"

اے میرے پیغمبر ﷺ جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اس کو لوگوں تک پہنچا دیجیے، آپ نے اپنے فرض منصبی کو قول، فعل اور عمل کے لحاظ سے ادا کیا۔ اسی طرح آپ کی زندگی ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے صرف جلسوں سے نہیں بلکہ جلسوں کے ساتھ عملی طور پر بھی کچھ کر کے دکھایا جائے تو بات لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے مساجد، منڈیوں اور بازاروں میں جا کر پیغام الٰہی سنایا۔ اسی طرح آج بھی اخلاق حسنہ سے مزین ہو کر لوگوں کو "ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ" کے تحت دعوت دی جائے تو امید ہے کہ لوگ آج بھی دین کو صحیح معنوں میں قبول کرلیں گے اور دین کی طرف مائل ہو جائیں گے۔

بقول شاعر ؎

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

سوال: کیا آپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے روشناس کروا رہے ہیں؟

جواب: الحمد للہ ثم الحمد للہ:

میرے آٹھ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں پہلے دو بیٹے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی سے فارغ التحصیل ہیں دینی تعلیم کے ساتھ کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات بھی کر چکے ہیں بڑا بیٹا عبیداللہ المکتبہ القادسیہ چوبرجی میں فرائض سرانجام دے رہا ہے جبکہ اس سے چھوٹا عبدالرحیم الشمسان قرآن انسٹیٹیوٹ کے تحت فہم قرآن کورسز کروانے میں مصروف ہے دو بیٹے میٹرک کے امتحان سے فارغ ہو چکے ہیں۔ ایک ابوہریرہ اکیڈمی علامہ اقبال ٹاؤن میں دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ بیٹیاں بھی الحمد للہ دینی تعلیم سے واقف ہیں انہوں نے دینی تعلیم گھر سے حاصل کی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ میری تمام اولاد کو میرے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ان کو دین اسلام کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین ☆......☆......☆

اب بھی توبہ کا وقت ہے

مولانا عبداللطیف حلیم

آسمان وزمین کے روزآفرینش سے لے کرقیامت تک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رجوع کیلئے ایک دروازہ قائم کررکھا ہے جس کی چوڑائی کی مسافت چالیس یا ستر سال ہے یا اسکی چوڑائی میں ایک سوار چالیس یا ستر سال چلتا رہے (یہ دروازہ شام کی طرف ہے) اس کو باب التوبہ کہا جاتا ہے۔ یہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہیں ہوگا۔[سنن ترمذی] ”کل بنی ادم خطاء ون وخیر الخطائین التوابون“ ہر ابن ادم خطا کا پتلا ہے کاکس قدر لحاظ رکھا گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو ایک آدمی فطرت انسانی سے مجبور ہو کر گناہ کا ارتکاب کرلے تو پھر وہ سرکشیوں اور بدبختیوں میں ہی بھٹکتا پھرے۔ نہیں اس کے لئے مالک ارض وسما کی رحمت کے دروازے کھلے ہیں وہ اعلان فرماتا ہے:

”قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انه ھو الغفور الرحیم.“[الزمر:٥٣] ”فرما دیجیے میرے ان بندوں سے جو اپنی جانوں پر ظلم کرچکے ہیں، (گناہوں کے پہاڑوں کے بوجھ تلے دب چکے ہیں) میری رحمت سے ناامید نہ ہوجائیں یقیناً اللہ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے“ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’ان اللہ یبسط یدہ باللیل لیتوب مسیء النھار ویبسط یدہ بالنھار لیتوب مسیء اللیل حتی تطلع الشمس من مغربھا.[صحیح مسلم]

اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت برائی کرنیوالا توبہ کرلے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو برائی کرنیوالا توبہ کرلے یہاں تک سورج مغرب سے طلوع ہوجائے (اس وقت توبہ نہیں ہوسکتی) اللہ مالک الملک غفور رحیم کس قدر اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے

”ان اللہ تعالیٰ مائة رحمة أنزل منھا رحمة واحدة بین الجن والانس والبھائم والھوام.“ (متفق علیه) اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں اس نے ان میں سے صرف ایک حصہ رحمت جنوں، انسانوں، چوپایوں، اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان اتاری ہے۔ ’’واخر اللہ تعالیٰ تسعا وتسعین رحمة یرحم بھا عبادہ یوم القیامة۔“[متفق علیه] ننانوے حصے رحمت کے پیچھے رکھ چھوڑے ہیں جن کے ذریعے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ رحمت الٰہی نے بندہ عاجز کو تنہا نہیں چھوڑا اگر تو وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے بلکہ صغائر کا مرتکب ہو تو اللہ تعالیٰ ویسے ہی درگزر فرمالیتا ہے فرمان رب العالمین ہے: ”ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنه نکفر عنکم سیاتکم۔“[النساء:٣١]

”اگر تم کبائر سے اجتناب کرتے رہو جن سے تم کو روکا گیا۔ تو ہم تم سے تمہاری برائیاں مٹاتے رہیں گے۔ اور اگر کوئی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوجائے تو اس کیلئے توبہ کو مشروع قرار دیا گیا۔ لیکن اسکے لئے کچھ شرائط اور قیود ہیں اور وہ تین ہیں۔ 1:”ان یقلع المعصیة“ اس گناہ کو چھوڑ دے۔ 2:”ان یندم علی فعلھا“ اپنے اس فعل پر نادم ہو۔ 3:”ان یعزم ان لایعود الیھا ابدا“ وہ پختہ ارادہ کرے کہ وہ کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا۔ اگر ان تین شرائط میں سے ایک بھی شرط مفقود پائی تو توبہ نہیں ہوگی اور اگر اس گناہ یا نافرمانی کا تعلق کسی آدمی کیساتھ ہے تو پھر چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ صاحب حق کا حق ادا کرے اگر کسی کا مال یا اس قسم کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے لی ہو تو اسے واپس کرے کسی پر تہمت وغیرہ لگائی ہو تو اس کی حد اپنے نفس پر لگوائے یا اس سے معافی طلب کرکے اس کو راضی کرے۔

اس قسم کی توبہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے۔ ”یاایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم.“(التحریم:٨) ”اے ایماندارو! اللہ کی طرف سچی توبہ کرلو عنقریب تمہارا رب تم سے تمہاری برائیاں مٹا دے گا“ ایسی توبہ کرنیوالوں کے بارے دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ”الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما.[الفرقان:٧٠]

جس نے توبہ کرلی اور صحیح طور پر مؤمن بن گیا اور نیک اعمال اختیار کیے یہی ہیں کہ جن کی خطائیں اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہ گار اور گناہ نہ کرنیوالے برابر نہیں بلکہ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والا درجات کے اعتبار سے گناہ گار سے بلند مقام رکھتا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے ”افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ مالکم کیف تحکمون.“

(القلم: ٣٥، ٣٦) ''کیا ہم مطیع وفرمانبرداراور مجرموں کوایک ہی صف میں کھڑا کردیں گے۔ تمہیں کیا ہوا کیسا فیصلہ ہے تمہارا؟ بلکہ جس نے اپنے آپکو گناہوں سے بچاکے رکھا اسے توموت کے وقت یہ مبارکباد پیش کردی جائے گی ''یاایتھا النفس المطمئنة ارجعي الى ربک راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي.'' (الفجر: ٢٧، ٣٠) اے مطمئن نفس اپنے رب کی طرف ایسے لوٹ جاکہ تجھے اسکی رضا بھی حاصل ہوگی اور تو راضی بھی ہوگا تیرا شمار تو میرے بندوں میں اور تیرا ٹھکانا جنت ہے، اگرگناہ نہ بھی ہو پھر بھی توبہ کرتے رہنا بلکہ توبہ میں انہماک اختیار کرنا شیوۂ انبیاء ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یاایھا الناس توبوا الی اللہ واستغفروہ فانی أتوب فی الیوم الیه مائة مرة. (صحیح مسلم) اے لوگو! اللہ رب العزۃ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کے ترانے پڑھا کرو یقین جانو میں ایک دن میں سوسومرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ اس لیے کہ ''للہ افرح بتوبة عبده من احدکم سقط علی بعیره وقد اضله فی ارض فلاة'' (متفق علیہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جس نے جنگل بیابان میں اپنا اونٹ گم کرکے پھر پالیا ہو۔ توبہ کے ذریعے بندے اور اللہ تعالیٰ کا تعلق مربوط ومضبوط ہوتا ہے، بندے کی یہ عاجزی وانکساری اور جھک جانا اللہ مالک الملک کواس قدر پسند آتا ہے کہ وہ خوشی سے فرماتا ہے: لوبلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لک ولا ابالی (سنن ترمذی) اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھرتو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

مالک ارض وسماء غفور رحیم، غفارالذنوب کی رحمتوں سے جو فائدہ نہ اٹھائے انکے بارے اعلان فرمایا: ''لیس التوبة للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الان ولا الذین یموتون وھم کفار (النساء: ١٨) جو برے اعمال کرتے ہوئے زندگی کے ان لحات کو پہنچ جاتے ہیں کہ انکی موت سر پر منڈلانے لگے (اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اسے غرغرہ شروع نہ ہو یعنی عالم نزع اس پر طاری نہ ہو) [سنن ترمذی]

ایسے لوگوں کی کوئی توبہ نہیں اور نہ انکی جو حالت کفر میں مرجائیں۔ قابل تعریف تو وہ لوگ ہیں جو گناہوں پر شرمندہ ہوکر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرلیں اور گناہوں پر اصرار کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ کی بخشش حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ تو بدبختی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں جاگرتے ہیں اور آخرت میں انکے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔

والذین اذا فعلوا فاحشة اوظلموا انفسهم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی مافعلوا وهم یعلمون اولئک جزاء هم مغفرة من ربهم وجنت (ال عمران: ١٣٥، ١٣٦) ایسے لوگ جو بے حیائی یا اپنے نفس پر ظلم کربیٹھیں تو فوراً اپنے اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو بخش بھی تو نہیں سکتا اور وہ اپنے کیے پر مصر نہیں ہوتے اور وہ جانتے بھی ہیں یہی لوگ اپنے رب کی بخشش اور جنت کے حق دار ہیں۔ یہ اصرار ضروری نہیں کفروشرک پر ہی ہو بلکہ گناہوں پر اصرار کرنیوالا بھی قیامت کے دن انتہائی ذلت ورسوائی سے دوچار ہوگا۔ فرمایا: ثلاثة لایکلمهم اللہ یوم القیامة ولا ینظر الیهم ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الکاذب (صحیح مسلم) تین ایسے لوگ ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا۔ نہ انکی طرف نظر کرم فرمائے گا اور نہ انہیں تزکیہ نصیب ہوگا بلکہ وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

1: ٹخنوں سے کپڑا نیچے لٹکانے والا۔ 2: احسان کرکے جتلانے والا۔
3: جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا۔

مسلمان بھائیو! اس دن سے پہلے کہ جب پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ہوگا ہم اپنا محاسبہ کرلیں کہ کہیں ہم تو ان گناہوں کا شکار نہیں۔ کہیں ہمارا مالک ہم سے خفا تو نہیں۔ اگر اس نے یہاں درگزر فرما بھی لیا: ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمهم ماترک علیها من دابة. [النحل: ٦١] اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے ظلم کے سبب انکو پکڑتا تو زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہتا تو پھر آخرت کا عذاب سر پر کھڑا ہے کہ جس کے بارے مالک ارض وسماء فرماتا ہے: ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رء وسهم عند ربهم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون. [السجدة: ١٢]

آپ اگر کبھی مشاہدہ کریں کہ جب مجرم رب کے ہاں سروں کو جھکائے کھڑے ہوں گے اور یہ سماجتیں کررہے ہوں گے۔

اے ہمارے رب ہم نے دیکھ اور سن لیا ہے بس اب ہمیں لوٹا دے ہم نیک اعمال کریں گے۔ ہم جیسا یقین کرنیوالا نہیں ہوگا۔ آگے سے اللہ فرمائے گا: اولم نعمر کم مایتذکر فیه من تذکر وجاء کم النذیر فذوقوا فما للظلمین من نصیر. [فاطر: ٣٨]

کیا ہم نے تمہیں زندگی کی نعمت سے نہیں نوازا تھا کہ جس میں اگر کوئی سیدھا ہونا چاہے تو اپنی زندگی کی اصلاح کرسکتا ہے تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا اب (عذاب) چکھو ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

ایسے وقت پچھتانے کا کیا فائدہ ہوگا جب پانی سر سے گزر چکا ہوگا۔ آج ہماری سیاسی، ثقافتی، معاشی اقداریں ہی بدل چکی ہیں۔ یہود و نصاری سے دوستی کے راگ الاپے جا رہے ہے۔ ملکی معیشت سود پر مبنی، ایسے نظام سے وابستہ لوگ اور سارا سارا دن سودی نظام سے مربوط طبقہ اپنے آپکو معاشرے کا معزز ترین گروہ کہتا ہے۔ کیا یہ زندگی ہمیشہ ہے سن لیں اللہ کیا اعلان فرماتا ہے۔ الذین یاکلون الربوا لایقومون الا کمایقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس (البقرة:۲۷۵) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس حال میں اٹھیں گے، جیسے کسی شیطان نے انہیں چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔ اتنا عظیم گناہ کہ فرمایا: فاذنوا بحرب من الله ورسوله۔ [البقرة:۲۷۹]

اگر تم سود سے باز نہیں آسکتے تو اللہ اور اسکے رسول کے مقابلہ میں اعلان جنگ کر دو۔ فرمان نبوی ہے: الربا ثلاثة وسبعون بابا اسفلها مثل أن ینکح الرجل امه (ابن ماجہ) سود کے گناہ کے تہتر درجات ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے۔ ہمارے ملک کے بینکوں اور اسٹیٹ لائف کمپنیوں میں بھی سودی نظام رائج ہے کہ جسے چھوڑنے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ انعامی بانڈز کے نام پر جوا عروج کو پہنچ چکا ہے ان برائیوں پر کوئی پابندی نہیں، عریانی، فحاشی، ظلم و بربریت زوروں پر ہے۔ مسلمانو! اگر آج ہم اپنے رب کی طرف رجوع کریں کر کے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرلیں گے تو یقیناً آنے والی مصیبتوں سے بھی اور آخرت کی ذلت سے محفوظ ہوسکتے ہیں۔ ذرا غور سوچیں! کہ نبی کائنات ﷺ نے گناہوں کا ارتکاب کرنیوالوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے: ثلاثة لاینظر الیهم یوم القیامة العاق لوالدیه والمرأة المترجلة والدیوث (سنن نسائی) کہ روز قیامت اللہ تعالی تین آدمیوں کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ 1۔ والدین کا نافرمان۔ 2۔ مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت۔ 3۔ دیوث، (دیوث وہ شخص ہے جسکی بیوی غیر محرموں کے سامنے بے پردہ آئے اور اسے غیرت نہ آئے)

مسلمان بھائیو! سوچ لیں کہیں ان گناہوں میں ملوث ہو کر ہم قیامت کے دن اللہ تعالی کی نظر رحمت سے ہی محروم نہ ہو جائیں۔ کچھ تو ایسے بدنصیب بھی ہونگے کہ جنکی آنکھوں کی بینائی بھی چھین لی جائے گی۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا. ونحشره یوم القیامة اعمی قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا. قال کذلک اتتک ایاتنا فنسیتها وکذلک الیوم تنسی. [طه: ۱۲۴،۱۲۶] جس نے میرے ذکر سے منہ موڑلیا اسکی معیشت تنگ اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے، یہ عرض کرے گا اے اللہ! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا اور میں تو دیکھتا تھا؟ اللہ فرمائے گا تیرے پاس میری آیات آئیں تو نے ان کو بھلا دیا اور آج تجھے بھلا دیا گیا۔ رسول کریم ﷺ نے "معیشة ضنکا" کی تفسیر بیان فرمائی کہ ایسے شخص کی قبر تنگ ہو جائے گی۔ [سنن ابن ماجہ]

مسلمان بھائیو! ذرا اندازہ تو کریں کہ کن کن گناہوں پر اللہ تعالی کی ناراضگی ہوتی ہے، کیا ابھی وقت نہیں کہ ہم اللہ تعالی کی ناراضگی سے بچ جائیں، اپنے مالک کو راضی کرلیں، گناہوں کو چھوڑ کر سچی توبہ کرلیں، اپنی آخرت کی فکر کرلیں، جونہی ہم اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں گے تو اللہ تعالی کو غفار پائیں گے وہ آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائے گا بیٹوں اور مالوں کی فراوانی ہوگی، باغات اور نہروں کی کثرت ہوگی، دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے نوازا جائے گا، موت کے فوراً بعد فرشتوں کا نزول ہوگا جنہوں نے اس دنیا میں حقیقی توبہ کی، نیک اور صالحہ اعمال کیے قیامت کے دن ان کے چہرے روشن ہوں گے اور اللہ تعالی کی طرف سے "یاایتها النفس المطمئنة" کی آواز آئے گی۔ لیکن جنہوں نے توبہ نہ کی، گناہ پہ گناہ کرتے رہے، عبادت کی روح نہ سمجھی، ایسے لوگوں کو اپنی فکر کرنی چاہیے کہ وہ دن دور نہیں جب پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ آیئے ہم سب مل کر اپنے اللہ تعالی کو راضی کرنے کے لیے سچی توبہ، نیک اور صالحہ اعمال اپنانے کا عہد کریں تا کہ ہم روز محشر کی ذلت سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو نیک اور صالحہ اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب سعید تقسیم وانعامات:

مرکز ابن الخطاب اسلامی الہ آباد قصور میں 20 مارچ بوقت صبح 10 بجے زیر صدارت حافظ ثناء اللہ خاں لاہور، زیر قیادت ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی، تقریب سعید تقسیم وانعامات منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں علامہ زبیر احمد ظہیر، علامہ شفیق پسروری، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، ڈاکٹر حمود لکھوی، خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی اپیل کی جاتی ہے۔

[منجانب: ادارہ مرکز ابن الخطاب اسلامی الہ آباد قصور]

مولانا محمد یٰسین رہا سی کے خطبات جمعۃ المبارک

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کے مدیر اعلیٰ مولانا محمد یٰسین رہی درج ذیل مقامات پر خطبات جمعہ ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ 26 مارچ کا جمعہ، جامع مسجد اہل حدیث چک 96/9-L جوہڑ والا (میاں چنوں) 10 اپریل کا جمعہ جامع مسجد محمدی اہل حدیث جہانیاں شہر، اہل اسلام بھرپور شرکت فرمائیں

[محمد اسماعیل ساجد نائب مدیر تبلیغ اسلام جام پور 0333-8556472]

☆ ☆ ☆

مسلم امہ کا عروج وزوال اور اسباب

پروفیسر عبدالعظیم جانباز بن شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ (سیالکوٹ)

مسلمان قوم ایک ایسی قوم ہے جس کا نظریہ حیات دیگر تمام مذاہب عالم سے یکسر مختلف تھا اور جس کا نظریہ وطنیت بھی اپنی طرز کا جداگانہ مقام رکھتا تھا۔ اسلام نے ہر شعبہ زندگی کے لیے اس قدر جامع نظریات ونظام پیش کیے کہ ان میں کسی قسم کا سقم باقی نہ رہا اور یوں مسلمان ان نظام ہائے کار کو سچے دل سے اپنا کر سفر حیات پر گامزن ہوئے اور ترقی کی منازل طے کرتے چلے گئے مسلمان قوم کے عروج وزوال کے سفر کا طائرانہ جائزہ لیتے ہیں۔ مسلمان قوم نے بطور ملت اپنے سفر کا آغاز قبل اسلام کے فوراً بعد ہی کر دیا تھا اسلام ایک ایسی قوت کا نام بن کر سامنے آیا کہ جس نے عزت و آبرو کے تاج کا حقدار صرف اور صرف متقی پرہیزگار کو ٹھہرایا۔ جس نے رنگ ونسل، علاقیت، وطنیت اور دیگر لسانی وقومی عصبیتوں کا خاتمہ کر کے صرف اور صرف محبت اور اخوت کا درس دیا۔ لوگوں کو ایک اللہ اور ایک رسول اور ایک کتاب کے نکتے پر مرتکز کر دیا اور غریب وامیر، انصار ومہاجر، ہاشمی وقریشی یثربی، فارسی وافریقی اور عربی وعجمی کا امتیاز ختم کر کے انہیں سچے مسلمان کے نام کا لبادہ اڑھایا تا کہ ان کی پہچان بطور سچے مسلمان کے طور پر ہو نہ کہ ذاتی حیثیت سے یا رنگ ونسل اور زبان کے اعلیٰ وبرتر ہونے سے۔ اسلام نے مسلمانوں کو انداز جہانبانی سکھائے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے مسلمانوں نے بھی جان لڑا دی۔ جس کو اقبالؒ نے اپنی نظم ''شکوہ'' میں یوں بیان کیا ہے۔

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

اسلام کی معجز نمائیوں کا دیگر مذاہب کے پیروکاروں نے بھی برملا اعتراف کیا ہے اس حوالے سے پوپ جان گیمبرسن (1807-1900) نے ایک اداراتی صفحے میں یوں کہا: ''دنیا کے بہترین مذاہب میں اسلام کا مقام قابل قدر اور نمایاں ہے جس نے دنیا سے جہالت کی ظلمتوں کی جہالت کو رنگ ونور اور آگہی میں تبدیل کر کے رکھ دیا اور لوگوں کو ایسی منزل کی راہ دکھائی جو امن کا مسکن اور مسکن کے امن کی ضمانت تھی۔ سب کو اسلامی تعلیمات کی زریں اصولوں کو اپنا کر اپنے جیون کو کامیاب بنانا چاہیے۔''

اسی طرح پروفیسر کرشن دھریوال لکھنو سے نکلنے والے اخبار ''indians'' میں لکھتا ہے کہ ''میں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں سمجھتا اور اس کا برملا اعتراف کرتا ہوں کہ تمام مذاہب کے دساتیر اور قوانین کا بغور مطالعہ اور تقابلی جائزہ لینے کے بعد میں اس جگہ پر اس حقیقت کے سامنے سر جھکانے کو عار نہیں سمجھتا کہ تمام اخلاقی اصول وقوانین کے دھارے اسی ایک چشمے سے پھوٹتے ہیں۔'' مسلمانوں کے عروج کے اسباب میں اسلام کے غیر متبدل اور دائمی اصولوں کا ہی ہاتھ ہے جنہوں نے اسلام کو ایک شاندار اور مکمل ضابطہ حیات واخلاق کے طور پر متعارف کروایا۔ مسلمانوں کے زوال کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مسلمان اپنے عروج کے تمدن سے منحرف ہو گئے تھے اور انہوں نے عروج کے پرچلن بھلا دیے تھے اور جب تک مسلمانوں نے وحدت واخوت کی رسی کو تھامے رکھا، ان میں اتحاد کی قوت بہت موثر اور فاتح کے طور پر پرورش پاتی رہی اور ان میں اتحاد کی اس قوت کا ہی اثر تھا کہ مٹھی بھر مسلمان دشمنوں کے جم غفیر پر غالب آتے رہے۔

تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیے، تاریخ کبھی جھوٹ نہیں بولتی اور تاریخ کے اس بے صدا گنبد میں اقبالؒ کا شکوہ یوں صدائیں لگاتا ہوا ملتا ہے کہ۔

تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درخیبر کس نے؟
شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سر کس نے ؟
توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے؟
کاٹ کر رکھ دیے کفار کے لشکر کس نے؟

اور پھر عروج مسلم کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے۔ جب مسلمان بے سروسامانی کے عالم میں اپنے سے تقریباً تین گنا تعداد میں موجودہ جدید ترین اسلحے سے لیس دشمنوں کے مقابل ڈٹ جاتے ہیں اور یہ تین سو تیرہ مسلمان اتحاد وایمان اور فتح کے یقین کا خود پہن کر جان لڑا کر جنگ جیت لیتے ہیں۔ ایک صفحہ اور پلٹیے! جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کی تعداد صرف بیس ہزار اور دشمنوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار زمین دم سادھے تماشا دیکھ رہی تھی اور آسمان انگشت بدنداں تھا کہ ایک چیونٹی ہاتھی کو مسلنے چلی ہے مگر شاید وہ نہیں جانتا تھا کہ چیونٹی بھی بعض اوقات ہاتھی کی موت بن جایا کرتی ہے اور پھر یہی ہوا، صرف بیس ہزار مسلمان ایک وحدت کا روپ دھار کر ایک لاکھ بیس ہزار دشمنوں پر فتح یاب ہوئے اور پھر دیکھیے! جنگ یرموک کا حیرت انگیز واقعہ جب تیس ہزار مسلمان قریباً پانچ لاکھ رومیوں کے سامنے سروں پر کفن باندھ کر نکل کھڑے ہوئے اور انہیں عبرت ناک شکست دی۔ تاریخ نے وقت کا فیصلہ

محفوظ کرلیا۔ فتح مسلم قوم کا جھومر بنادی گئی اور پھر ہم دیکھتے ہیں مجاہد اسلام طارق بن زیاد اور اس کے گیارہ سے بارہ ہزار سربکف مجاہدوں کے جذبہ پر ایمان کو جو اندلس کے ساحل پر ڈیڑھ لاکھ دشمنوں کی لاشیں جلا کر غالب آجاتے ہیں اسی طرح جنگ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں نے تین لاکھ فوجیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ 1072ء میں سلجوقی کے چند ہزار سپاہیوں نے قیصر امانوس دیوجان کے دیوقامت اور لاکھوں کی تعداد میں فوجیوں کے ساتھ جنگ کی۔ اقبالؒ نے انہیں جنگوں کی منظر کشی یوں کی ہے۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

اہل عرب اس طرح دنیا پر چھاتے جا رہے تھے، جیسے سورج کی روشنی اندھیرے میں گوشوں کو منور کرتی چلی جاتی ہے۔ باطل قوتوں پر لرزہ طاری تھا، ایرانی اور بازنطینی جیسی بڑی طاقتوں کو بھی دم مارنے کی جرأت نہ تھی اور مسلمان تھے کہ فتوحات کو پکے ہوئے پھلوں کی طرح توڑ توڑ کر لطف اٹھا رہے تھے۔ اسپین تا شمالی افریقہ، ریگستان عرب تا میدان ہندوستان تک، افغانستان کی سربکف چٹانوں لے کر سمرقند بخارا کے مرغزاروں تک، بحیرہ روم سے مشرقی یورپ تک اور کوہ ہمالیہ کو روندتے ہوئے حصار دیوار چین تک مسلمان فتوحات کے جھنڈے گاڑے جا چکے تھے اور یہ سلسلہ ہسپانیہ سے لے کر وسطی ایشیا کی سرحدوں تک اور دریائے سندھ کی طغیانیوں کے ساتھ ساتھ جاری رہا، معروف دانشور کہتا ہے کہ "عربوں نے شام، مصر کو فتح کر لیا، ایران ان کے حملوں کی تاب نہ لا سکا، بازنطینی اور بربر افریقہ سے محروم ہو گئے، الماتی ہسپانیہ کھو بیٹھے، مغرب میں فرانس اور مشرق میں قسطنطنیہ مسلمانوں کے نام سے کانپ رہا تھا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے آغاز میں یہ سوال اٹھنے لگا کہ دنیا میں کوئی ایسی طاقت ہے جو ان عربوں کا مقابلہ کر سکے۔" کیتس اسٹرگ جرمن کا مشہور دانشور اس حوالے سے لکھتا ہے "اہل عرب کی فتوحات کے محرکات میں ان کے اتحاد کی قوت، اور مقصد میں لگن کی سچائی تھی، جس کی بدولت وہ کبھی پہاڑوں کو زیر پا کر لیتے تو کبھی میدانوں میں خیمے نصب کر لیتے، یوں لگ رہا تھا کہ تمام دنیا ان کے سامنے سرنگوں ہونے والی ہے۔ مسلمانوں نے نہ صرف خدا کی زمین پر اپنی فتوحات کی داستانیں رقم کیں بلکہ اپنے حسن اخلاق اور پاکیزہ کردار کی صفات کی بدولت تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ جس کی وجہ سے ان کی فتوحات کی عمر مزید لمبی ہوتی چلی گئی اور غلام و آقا میں امتیازات ختم ہو گئے، امیر اور غریب مساوات کا دامن پکڑ کر برابری کی خیرات بانٹنے لگے، جس کا اظہار اقبالؒ نے یوں فرمایا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

مسلمانوں کے عروج کی سب سے بڑی اور اہم وجہ صرف اور صرف اتحاد کی قوت تھی جس نے انہیں علیحدہ علیحدہ شناختوں سے ماورا کر کے صرف اور صرف مسلمان ہونے کی شناخت عطا کی، فرقہ بندی کا کہیں کچھ نشان نہ ملتا تھا۔ مسلمان متحد ہو کر ہر دشمن کی قوت پر غلبہ پاتے چلے جاتے تھے۔ مگر یہ سلسلہ، مسلسل نہ چل سکا، کیونکہ قانون قدرت ہے کہ عروج کو زوال کا ذائقہ چکھنا ہوتا ہے اور ہر زوال کو دوبارہ عروج کی طرف جانا ہوتا ہے۔ ہم ذرا تاریخ کے مزید اوراق پلٹتے ہیں تو ہمیں عصبیت پسند ہشام بن عبدالمالک کا دور حکومت دکھائی دیتا ہے جو قبیلوں کے فخر پر اتراتا ہوا اموی سلطنت کو زوال پذیری کی طرف لے جاتا ہے اور عباسیوں کے خلاف نبرد آزما ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ مسلمانوں کے زوال کی بنیاد اسی لمحے رکھ دی گئی، جب ایک مسلمان کی تلوار اس کے اپنے ہی مسلمان بھائی کی تلوار سے ٹکرائی تھی۔ ہسپانیہ اور بغداد میں مسلمانوں کی علیحدہ علیحدہ حکومتوں کی مرکزیت قائم ہوئی، قاہرہ، ہسپانیہ، اور بغداد ایک دوسرے کے حریف بنے، اتحاد چکنا چور ہوا، مخالف قوتوں نے متحد ہونا شروع کیا اور جدا جدا مسلمانوں پر حملوں کا آغاز کیا اور یوں صلیبی جنگوں کی بناء پڑی، مستعصم کے وزیر ابن علقمی کا کردار، سلطنت عثمانیہ کے خلاف ایران کے شاہ اسماعیل صفوی کا کردار بھی تاریخ میں مسلمانوں کے لیے زوال کا سبب بنا اور پھر مسلمانوں میں ہی میر جعفر اور میر صادق جیسے غداروں کا جنم ہوا، جس پر لب کشائی کرنا اپنی ہی بدنامی کا ڈھنڈورا پیٹنے کے مترادف ہے اور اس کی وجہ اقبالؒ نے جواب شکوہ، میں یوں بیان کی ہے۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا ابراہیمؑ پدر اور پسر آزر ہیں

عصر حاضر میں اگر مسلمان قوم کی حالت کا طائرانہ جائزہ لیا جائے تو دل خون کے آنسو روتا ہے کہ کیا یہ وہی قوم ہے؟ جس نے اپنے پاؤں میں قیصر و کسریٰ کی شان و شوکت کو روند ڈالا تھا یہی وہ مسلمان قوم ہے؟ جو قوم اتحاد و اتفاق کا گوہر تھی اور یہ نفاق کا بدبودار پتھر، وہ قوم اپنے بھائیوں پر جان مارنے والی اور یہ قوم روپے پیسے کے لیے وعدے اور وفاداری ہارنے والی، وہ قوم قربانیوں کی مظہر، یہ قوم ہوس کا نشتر، وہ قوم روح ایثار کا علمبردار، یہ قوم مفادات اور ہوس کی بے سری جھنکار، وہ قدم اٹھائے تو خود صحراؤں کے دل دہل جائیں اور یہ قوم قدم اٹھائے تو خود لرز جائے وہ قوم کہ

ہر فرد انفرادی مجبوریوں سے آزاد، یہ قوم کہ قومی فرائض سے بے زار، وہ قوم کہ نبی ﷺ کی حرمت پر مرمٹ جانے والی اور یہ قوم کہ اقوال نبیؐ سے نگاہیں چرانے والی، تو پھر کیسے ممکن ہے کہ عصر حاضر میں مسلمان انہی فتوحات کے خواب دیکھیں جو ان کے آباء کی کنیزیں بن کر رہ گئی ہیں۔ اقبالؒ نے بھی تو یہی بتایا ہے کہ۔

خود کشی شیوہ ہے تمہارا، وہ غیور و خوددار
تم اخوت سے گریزاں وہ اخوت پہ نثار
تم ہو گفتار سراپا، وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستان بکنار

اس قوم کی زوال پذیری کی بنیادی وجوہات میں نفاق اور تفرقہ بازی شامل ہے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو مفاد پرستی کی راہوں پر نہ صرف گامزن کیا بلکہ نفرت وتشدد کی طرف مائل بھی کیا۔ لالچ وہوس، مفاد پرستی، مادیت پرستی نے مسلمانوں کو اس بگولے کی طرح اپنے شکنجے میں کس لیا کہ مسلمانوں کو اس سے باہر کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اس کے علاوہ دین سے دوری بھی تمام مسائل کہ وجہ بنی۔ جب مسلمانوں نے اپنے نبی ﷺ کے دین کو طاق نسیان میں رکھا تو پھر یزداں نے بھی اس قوم کو فراموش کر دیا۔

اسے مکافات عمل کے حوالے کردیا اس کے علاوہ بدعملی و بے عملی تساہل پسندی اور عیش کوشی نے مسلمانوں کے عروج کو دیمک کی طرح چاٹ لیا، ان میں جہد مسلسل، تگ ودو کی لگن اور لگن کی کوشش کے تخیلات بھاپ کی طرح اڑ گئے، مسلمانوں کو کبھی افغانستان میں امریکی اور اس کے اتحادیوں کی بمباری سے ہزیمت اٹھانا پڑ رہی ہے تو کبھی بوسنیا میں روسی فوجوں کے ہاتھوں قتل ہونا پڑ رہا ہے تو کبھی اسرائیل یہودیوں کے جور وستم سہنا پڑتے ہیں اور پھر عراق کی اسلامی شناخت گم کرنا پڑ رہی ہے یہ ذلالت ورذالت ہمارا مقدر صرف اس لیے بنی کہ ہم بے عملی اور بدعملی کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ منافرت اور فرقہ بندیوں میں الجھ گئے، ہم کافروں کو کافر کہنے کی بجائے نظریاتی اختلافات کی بناء پر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو کافر کہتے پھر رہے ہیں اور جو آباؤ وہ بھی مسلمانوں کو کافری کا عندیہ دے رہے ہیں۔ مسلمان، کافر نہیں ہو سکتا اور کافر مسلمان نہیں ہو سکتا مگر مسلمان کافری کر سکتا ہے مگر کافر مسلمانی نہیں کر سکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان ممالک ایک ایسا موثر پلیٹ فارم بنائیں جس پر تمام ممالک متفق ہوں اور اس کے ممبران صرف اور صرف مسلمان ممالک ہوں۔

مسلمانوں کے اقتصادی مسائل حل کرنے کے لیے مجموعی طور پر ٹھوس اقدامات کیے جائیں اور کسی ایک مسلمان پر غیر ملکی جارحیت کی صورت میں باقی تمام مسلمان صرف مذمت کر کے اپنے نام نہاد فرائض نہ پورے کریں بلکہ باقاعدہ اپنے مسلمان بھائیوں کے شانہ بشانہ ہو کر جارح ملک کے دانت کھٹے کریں اور مسلمان ملک کی عملی مدد کریں اسی چیز کا مظاہرہ ہمیں 1973ء میں عرب ممالک کے اتحاد سے نظر آتا ہے جب عرب ممالک نے یورپی ممالک کو تیل کی سپلائی میں قدرے کمی کی، جس کے نتیجے میں اہل یورپ کی معیشت ڈانواں ڈول ہونے لگی اور وہ ممالک اس کے دوررس نتائج کو سوچ کر لرز اٹھے۔ امریکہ میں پٹرول سے چلنے والی گاڑیوں کا استعمال یک لخت کم کردیا گیا، بلکہ برطانیہ شاہی کار کو ترک کر کے عام چھوٹی کار میں سفر کرنے لگیں حتیٰ کہ بھارتی وزیراعظم نے کار کی بجائے بگھی کا استعمال شروع کردیا اور ہالینڈ جیسے ملک نے اپنی عوام کو کاروں کے استعمال کو کم کرنے کا سرکاری اعلان کیا جس کے نتیجے میں کئی لاکھ لوگوں نے سائیکل کی سواری شروع کردی اور یوں مغربی ممالک کی اقتصادی حالت یک لخت زوال پذیری کی طرف چلنے لگی مگر پھر امریکہ اور روس نے سازش کے ذریعے عربوں کو گروہوں میں بانٹ دیا اور یوں وہ اپنے مذموم ارادوں میں پھر کامیاب ہو گئے۔ الغرض مسلم امہ کو سب سے زیادہ نقصان صرف اور صرف فرقہ بندیوں اور ذاتی مفادات کی ہوس کاری نے پہنچایا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ عصر حاضر میں مسلمان ایمان ویقین کے ساتھ شریعت محمدی ﷺ کے پرچم تلے جمع ہو کر خود کو صرف اور صرف نبی ﷺ کا پیروکار سمجھتے ہوئے دنیا کی باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور اپنے اندر ایسی محبت خودی پیدا کریں جو مسلمان قوموں کی فتح اور فخر وغرور کا باعث بن جاتے ہیں اور پھر مسلمان قوم کبھی زوال پذیری کی ذلت نہیں اٹھائے گی جیسا کہ اقبالؒ نے بھی اس راز کو یوں منکشف کیا ہے۔

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا جسور، فقر ہو جس کا غیور

آج بھی وقت ہے کہ مسلمان ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اسلام بلند کریں تو صحراؤں کے دل دہل جائیں اور سمندر راستہ پیدا کریں، کیونکہ ایسا تاریخ نے ثابت کیا ہے اور سب کے سامنے کیا ہے۔

مولانا احمد علی کی وفات

بتاریخ 12 فروری بروز جمعۃ المبارک جامعہ علوم اثریہ جہلم کے نائب شیخ الحدیث مولانا احمد علی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. مرحوم کا تعلق لیہ سے تھا جلالپور پیر والہ اور جامع ام القریٰ مکۃ المکرمۃ سے فارغ التحصیل تھے نہایت کامیاب مدرس تھے "اعانة الراجي بتصريح السراجي" کی اشاعت ان کی دلچسپی سے عمل میں آئی 13 فروری کو دن 11 بجے ان کی نماز جنازہ شیخ الجامعہ مولانا محمد اکرم جمیل نے پڑھائی۔ جہلم اور گردونواح سے احباب جماعت کثیر تعداد میں شریک ہوئے ان کی عمر 45 برس تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ [شریک غم: حافظ محمد اسلم شاہدروی، رکن صوبائی کابینہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب]

آزادی کے تقاضے

محمد احسان الحق .... (خطبہ جمعۃ المبارک)

دنیا میں مختلف قوموں کو عروج ملا اور بے شمار اقوام زوال پذیر ہوگئیں۔ عروج وزوال کا انحصار لوگوں کے اعمال پر ہوتا ہے جب لوگ نیک ہوں تو ایسے لوگوں کو دنیا والے کتنی ہی پستی میں کیوں نہ دھکیل دیں اللہ پاک انکو رفعت عطا فرماتا ہے لوگ انکو تحت الثریٰ میں کیوں نہ پھینک دیں اللہ انہیں اوج ثریا تک پہنچاتا ہے لیکن جب دنیا میں رہنے والے اللہ کو بھول جائیں تو تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ ہلاکت اور پستی انکا مقدر بن جایا کرتی ہے۔ برادران! یوسفؑ کو بھائیوں نے کنویں میں پھینکا لیکن اللہ پاک نے ان کو وہاں سے نکال کر شاہی محل میں پہنچایا، جب حضرت یوسفؑ بکتے بکاتے عزیز مصر کے گھر پہنچے تو وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا: ''اکرمی مثوہ عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولدا'' اس کا خاص خیال رکھنا عنقریب یہ ہمیں فائدہ دے گا ہم اس کو اپنا بیٹا ہی بنالیں گے۔

غور فرمایئے، میرے بھائیو! برودران یوسف نے یوسف کو شفقت پدری سے محروم کرنا چاہا مگر اللہ پاک نے یوسف کو دوہری پسری عطا کی۔ وہ پسر پیغمبر تو تھے ہی اب پسر شہنشاہ بھی بن گئے اس دور میں منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح تصور کیا جاتا تھا بھائیوں نے تو یوسفؑ کو کنویں میں پھینکا، آپ نے ایک محاورہ سنا ہوگا ''کنویں کا مینڈک'' کہ ساری زندگی اسی کے اندر رہتا ہے مگر یوسف کے بارے میں اللہ پاک خود فرماتے ہیں:

''وکذٰلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوء حیث یشاء'' یوں ہم نے یوسف کو زمین میں تمکنت دی کہ جہاں چاہے گھومتا پھرے بادشاہوں کی اولاد پر بھلا کوئی پابندی ہوتی ہے؟ وہ جہاں چاہیں بآسانی جاسکتے ہیں۔ جب حضرت یوسفؑ مصر میں وزیر خوراک کے عہدہ پر فائز ہوئے تو وہی بھائی دست سوال پھیلائے ان کی خدمت میں پیش ہوئے ''وتصدق علینا'' کہتے ہوئے آئے بالآخر حضرت یوسفؑ نے ان کو معاف کردیا اور اپنے پاس مصر میں انہیں بلالیا، تب سے وہ مصر میں آکر آباد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوب ترقی دی، خوب پھلتے اور پھولتے رہے، بارہ بھائیوں کی اولاد بارہ قبائل کی شکل اختیار کرگئی لیکن جب ان میں نااہل لوگ پیدا ہوئے جو خواہشات نفس کے پیچھے لگے جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

''فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوۃ اتبعوا الشھوات''

ان کے بعد ان کی نااہل اولاد ہوئی جس نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی جب ان کی یہ حالت ہوگئی تو اللہ نے ان پر ان سے بھی بدتر لوگوں کو مسلط کیا جو کہ اللہ کے انعامات اور احسانات کی ناقدردانی کرے وہ ایسے ہی سلوک کا روادار ہے۔ فراعنہ نے ان پر غلبہ پالیا اور پھر ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک غالب مغلوب کے ساتھ کرسکتا ہے۔ آپ ذرا اپنے دور غلامی کو یاد تو کیجیے؟ ہم بھی تو باہر سے آکر یہاں نو سال تک حکمرانی کرتے رہے مگر جب ہمارے اندر خرابیاں آگئیں، رنگیلے جیسے عیاش اور عاقبت نااندیش بادشاہ برسر اقتدار آگئے تو پھر کیا ہوا؟ ''فقد مضت سنت الاولین''

انگریز جیسا ظالم حکمران ہم پر غالب آگیا پھر اس نے ہمارے ساتھ ہر میدان میں امتیازی سلوک روا رکھا کہ یہ لوگ کبھی سر نہ اٹھا سکیں۔ وہ کون سا ظلم تھا کہ جو انہوں نے نہیں کیا؟ بہادر شاہ ظفر کے ساتھ انہوں نے کیا سلوک کیا؟ ان کی ساری اولاد کو ان کے سامنے پھانسی دی پھر لٹکتی نعشوں پر گولیاں برسائیں اور پھر اس بوڑھے غمزدہ شخص کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر کر یہ کہتے ہوئے بینائی سے محروم کردیا کہ آج کے بعد یہ کوئی خوشی نہ دیکھ پائے ریشمی رومال تحریک چلانے والے علامہ عبداللہ سندھی، کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ مولانا حسین احمد مدنی کو اسیر مالٹا کا خطاب کیوں ملا؟

شہدائے بالاکوٹ کس جرم کی پاداش میں جام شہادت نوش کرگئے۔ سر سید احمد شاہ پر کون کون سے مظالم کی مشق نہ کی گئی حضرت شاہ ولی اللہ نے کیوں صعوبتیں برداشت کیں؟ جب ظالم ظلم کی تمام حدیں پھلانگ جائے اور وہ یہ سمجھ لے کہ مجھے کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا تو پھر قدرت اس کو بھی نیچا دکھلاتی ہے اللہ پاک فرماتے ہیں: ''ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا'' بلاشبہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اپنی رعایا کو گروہوں میں تقسیم کردیا۔ ایک طبقہ بہت ہی مظلومی زندگی بسر کررہا تھا اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم نے ان بیکس لوگوں پر احسان کرنے کا ارادہ کیا۔ فرعون کہنے لگا کہ میں نے خواب میں ایک اسرائیلی کو اپنا تخت چھینتے دیکھا ہے اسے خطرے کا الارم قرار دیا، فرعون نے ان کی خاندانی منصوبہ بندی کا اعلان کردیا اور ساتھ ہی ساتھ حکم دیا کہ ان کے بچوں کو قتل کردیا جائے۔ ادھر یہ منصوبہ بندیاں کررہا تھا ادھر عرش کا مالک اپنا منصوبہ بنا رہا تھا اس حقیقی رب نے نہ صرف اس شخص کو پیدا کیا بلکہ فرعون کے محل میں اسے پالا فرعون کی گود میں اسکی پرورش کرائی، اسکے اپنے ہاتھوں سے اس کو کھلایا اللہ پاک فرماتے ہیں:

"کہ جب وہ صندوقچی دریا میں بہتے بہتے فرعون کے محل میں جا پہنچی اور فرعون کے غوطہ خوروں نے اس کو پکڑ لیا تو قبل اس کے کہ وہ اس کو قتل کرتے، فرعون کی بیوی کہنے لگی: "قرۃ عین لی ولک لاتقتلوا عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا" میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو اس کو ہم بیٹا بنا لیں گے۔ پھر وہ دن آ گیا کہ وہ موسیٰ اس جابر اور ظالم حکمران سے مطالبہ کر رہے تھے۔ "انا رسولا ربک فارسل معنا بنی اسرائیل" ہم تیرے رب کے رسول ہیں، مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں چھوڑ دے، ہم تیرے ملک سے ہی نکل جانے کے لیے تیار ہیں ہم یہاں ہجرت کر جائیں گے ہم تیرے ساتھ کوئی کلیش نہیں چاہتے ہر طرح سے اس کی منت وسماجت کی، مگر اس نے ہر التجا اور ہر گزارش کو رد کر دیا۔

ارے ہمیشہ سے ظالموں کا یہی وطیرہ رہا ہے آج بھی آپ لوگ دنیا کے ظالم اور جابر ممالک کا اندازہ دیکھ لیجیے کبھی روس تھا جو کہا کرتا تھا کہ دنیا کی مذمت کا میری صحت پر کوئی اثر نہیں ہوتا آج امریکہ ہے کہ جس ملک میں گھس جائے باوجود صد ہا منت سماجت کے مجال ہے کہ وہاں سے نکل جانے کا نام ہی لے لے۔ جس کو جہاں سے چاہے اغوا کر کے لے جائے حد تو یہ ہے کہ جن کا جینا اس نے حرام کر رکھا ہے ان ہی سے اپنے آدمیوں کی حفاظت کراتا ہے رات ہوئی، حکم ہوا شہر سے نکل جاؤ ساتھ یہ حقیقت بھی آشکارا کر دی گئی کہ تمہارا پیچھا بھی کیا جائے گا۔ "فاسر بعبادی لیلا انکم متبعون" میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جایئے تمہارا پیچھا بھی کیا جائے گا۔ حسب الارشاد فرعون نے پیچھا کیا، ادھر بنی اسرائیل دریا کے کنارے جا پہنچے، یہ منظر دیکھ کر اصحاب موسیٰ کہنے لگے اے موسیٰ آگے دریا کی موجیں ہیں پیچھے فرعونی فوجیں ہیں۔ "انا لمدرکون" (اب تو) ہم پکڑے گئے، ایمان کے سراپا پیکر موسیٰ گویا ہوئے ان معی ربی سیھدین میرا رب میرے ساتھ ہے ابھی کوئی نہ کوئی رہنمائی کرے گا جب یقین ایسا ہو تو نصرت الٰہی میں دیر کاہے کی، حکم ہوا "ان اضرب بعصاک البحر" دریا میں لاٹھی برسائیے۔ پھر کیا ہوا دریا پھٹ گیا رب نے نہ صرف دریا پار کرایا بلکہ ان کے دشمن کو ان کی نظروں کے سامنے دریا برد بھی کیا "فاخرجنھم من جنت ونعیم وکنوز ومکان کریم" ہم نے ان کو باغوں اور نعمتوں خزانوں اور عمدہ رہائش گاہوں سے نکالا پھر فرمایا: "یبنی اسرائیل قد انجینکم من عدوکم" اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے آزاد کرایا ہے۔ معزز سامعین! بنی اسرائیل سات پشتوں تک فراعنہ کے زیر تسلط رہے۔ لیکن ہم نے جب ستر سال بعد ایک نعرہ لگایا، پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ اللہ تو اللہ پاک نے صرف ستر سال بعد ہمیں ایک نہیں دو حصوں پر مشتمل دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست دے دی لیکن جب ہم نے اس کلمے کا پاس نہ رکھا تو وہی ہوا جو اگلوں کے ساتھ ہوا تھا "فقد مضت سنت الاولین" بنی اسرائیل کو رب نے دریا پار کرایا ذرا اپنی تاریخ کا ان کے ساتھ موازنہ کیجیے وہ بھی دریا کے کنارے ہم بھی دریا کے کنارے۔ ارے یاد نہیں آپ کو، اتنی جلدی بھول گئے آپ؟

قرارداد پاکستان کہاں پاس ہوئی تھی، یادگار پاکستان تعمیر والی جگہ راوی کے کنارے۔ "وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم" ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کرایا تو وہ ایک ایسی قوم سے گزرے جو اپنے بتوں کے آگے جھکے پڑے تھے "قالوا یموسی اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ" (دیکھ کر) کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایک ایسا خدا بنا جیسے ان کے معبود ہیں۔ انداز تخاطب دیکھیے ذرا نبی سے کس طرح گفتگو کرتے ہیں: "یموسی" کہیں ہم تو اسطرح اپنے نبی ﷺ کو نہیں بلاتے، ہر بورڈ پر، ہر گاڑی پر، ہر مسجد کے محراب پر، ہر قبر کے کتبے پر جس کا لگانا ہی ممنوع اور حرام ہے۔ "یا محمد" کون لکھتے ہیں؟

میرے بھائیو میں کن کن باتوں میں مماثلت بیان کروں وہی بنی اسرائیل تھے کہ انہیں ہفتے کے دن عبادت کرنے کا حکم ملا اور کاروبار سے منع کیا گیا، مگر باز نہ آئے۔ "ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خسئین۔" تم ان لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہو کہ جنہوں نے ہفتے کے دن زیادتی کی تو ہم نے انسے کہا کہ ذلیل ترین بندر بن جاؤ۔ جو سلوک انہوں نے ہفتے کے دن کے ساتھ کیا ہم نے وہی سلوک اپنے یوم عبادت، جمعۃ المبارک کے ساتھ کیا۔ ایک اسلامی نظریاتی مملکت پاکستان میں پورے سو سال کے بعد تعطیل جمعہ بحال کی گئی لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کے نام پر ووٹ کے ذریعے حکومت حاصل کرنے والے اور ایک بھاری مینڈیٹ کی رٹ لگانے والے وزیراعظم نے جب نصاریٰ کو خوش کرنے سے غرض تعطیل جمعہ کو منسوخ کیا، اس کی جگہ انگریزوں کے یوم عبادت (اتوار) کو یوم تعطیل قرار دیا، تو ہمارے اپنے ملک کے بعض علماء نے اندھا دھند انکی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اسلام میں تو چھٹی کا تصور ہے ہی نہیں؟ یہی بنی اسرائیل تھے کہ موت سے ڈر کر بھاگ نکلے حالانکہ ہزاروں کی تعداد میں تھے "الم الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم۔" کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں ہونے کے باوجود موت کے ڈر سے گھر چھوڑ کر بھاگ نکلے تو اللہ نے ان سے کہا کہ مرجاؤ پھر انہیں زندہ (بھی) کر دیا۔ [بقیہ: صفحہ نمبر 9] ☆......☆......☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون دفتر رسول (042) 5854010
فون دفتر اعلیٰ (042) 6581025
تنظیم اہل حدیث
C.P.L - 104

بمقام جامعہ علوم اثریہ جہلم

بتاریخ 18 جمعرات 19 جمعہ مارچ 2010

صبح 8 بجے سے شام 6 بجے تک

آنکھوں کے علاج اور آپریشن کا

فری آئی کیمپ

9 واں سالانہ

★ جس میں بین الاقوامی شہرت یافتہ تجربہ کار، آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر آنکھوں کا معائنہ اور علاج کریں گے۔

★ تمام مستحق مریضوں کو آپریشن کے ذریعے آئی، او، ایل (IOL) بھی فری لگایا جائے گا۔

★ دوران علاج دوائیں، رہائش اور کھانا بلا معاوضہ مہیا کیا جائے گا۔

نوٹ: آپریشن والے مریض بستر اور برتن ہمراہ لائیں۔

بتعاون

البصر انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

مؤسسة البصر الخيرية

زیر انتظام

الابراہیم آئی ہسپتال ملیر، کراچی

زیر اہتمام

اثریہ سوشل ویلفیئر ونگ
انجمن اہل حدیث جہلم
اہل حدیث یوتھ فورس
اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن

فون 613671 فون 613684 فیکس 613672-73 کوڈ نمبر 0544